ماہنامہ

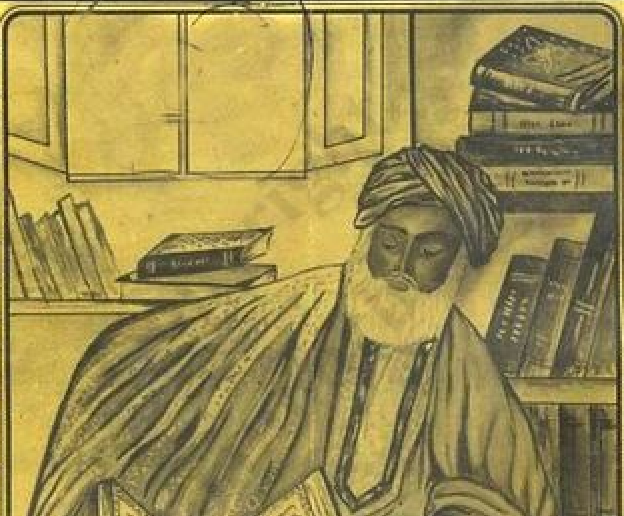
احیائے صوفیہ کا علمبردار

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۱۵

جنوری ۱۹۹۶ء



ہمہ عمر با تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما

چہ قیامتی کہ نمی رسی ز کنار ما بہ کنار ما

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۱۵ | قیمت دس روپے | جنوری ۱۹۹۶ء

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزرز:

ریگو کمپوزرز، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	-/120 روپے سالانہ
سعودی عرب	-/1400 روپے سالانہ (بشمول خصوصی ڈاک چارجز)
کویت	-/600 روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	-/600 روپے سالانہ
انڈیا	-/400 روپے سالانہ
یورپ	-/600 روپے سالانہ

خط و کتابت کا پتہ

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14 ،

کیٹگری ۱۷ ، آئی ایٹ ۔1 ،

اسلام آباد

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G.6/1-1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

عقیدت اور بصیرت

ڈاکٹر قاضی محمد نعیم

کسی صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ - عقیدت کی بجائے بصیرت سے کام لو کیونکہ عقیدت آدمی کی دونوں آنکھیں چھین لیتی ہے۔" اس قول پر مزید بحث سے پہلے آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ عقیدت اور بصیرت کی ماہیت کیا ہے۔

عقیدت جذبہ محبت یا میلان طبع کی ایک ایسی قسم ہے جس میں عقیدت مند کو اپنے محور عقیدت ہستی کی ہر بات اچھی، مبنی برحق اور لائق صد احترام و تکریم نظر آتی ہے اور وہ اس ہستی کے حضور سراپا نیاز بن کر اس کے ہر فعل کا اتباع کرتا ہے اور اس کے ہر قول کی بے چون و چرا تعمیل کرتا ہے۔

جب کہ بصیرت ایسی انسانی خوبی ہے جو عموماً علم کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور جس کے باوصف آدمی میں ہر نیک و بد کو اپنے علم، عقل، مشاہدے، تجربے یا وجدان کی کسوٹی پر پرکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا روشن ضمیر زندگی کے ہر حسن و قبح کے معاملے میں خود فیصلے صادر کرنے کی صلاحیت کا حامل بن جاتا ہے۔

پہلے ہم ان دونوں انسانی رویوں کی کچھ مزید وضاحت کرتے ہیں اور بعد ازاں ان کے محمود یا مذموم ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

عقیدت

عقیدت کا جذبہ عموماً کسی کی سیرت کی خوبیوں کے زیر اثر پیدا ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر ہر انسان کسی نہ کسی مثالیت پسندی یا آئیڈیلزم (Idealism) کا شکار ہوتا ہے اور اپنی حیات چند روزہ میں اپنے شب و روز کے ناگزیر مشاغل مثلاً کھانا پینا، سونا جاگنا، کام پیشہ کرنا وغیرہ کے علاوہ اپنی زندگی کے لئے ایک منزل کا بھی تعین کرتا ہے۔ چنانچہ اہل دنیا کسی صاحب ثروت کو، کسی صاحب جاہ کو، کسی صاحب اقتدار کو اپنا آئیڈیل بنا کر اپنی زندگی کو اس کی زندگی کے مماثل بنانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔

اہل علم کسی بڑے فلسفی کو، کسی مدبر کو، کسی دانشور کو، کسی عظیم ادیب یا شاعر کو یا کسی بڑے سائنسدان کو اپنا محور عقیدت بنا کر اس کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح اہل دل کسی پیغمبر کو، کسی ولی کو، کسی صوفی کو یا کسی درویش کو نمونہ انسانیت سمجھ کر اس کی پیروی کو اپنے لئے قابل فخر اور باعث نجات سمجھتے ہیں۔

عقیدت کی اہمیت

عقیدت کی اہمیت یہ ہے کہ عقیدت مند اپنے آپ کو اپنے مرکز عقیدت ہستی کی صفات حمیدہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کی بے جہت زندگی کو سعی و کاوش کا راستہ مل جاتا ہے۔ اس راستے پر مسلسل سفر کرکے وہ ارتقائے ذہن و روح کی متعدد اعلیٰ منزلوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور یوں انجام کار اس کی عقیدت اس کے لئے فلاح دنیوی اور نجات اخروی کا وسیلہ ثابت ہوتی ہے۔

عقیدت کا نقصان

لیکن عقیدت کی ایک قسم ایسی بھی ہے جسے اندھی عقیدت کہتے ہیں جس میں عقیدت مند کسی کی شخصیت کی ظاہری چکا

چوند سے سطحی طور پر متاثر ہونے کے بعد اس کے اقوال اور افعال پر اندھا دھند اعتماد کرنے لگتا ہے۔ چونکہ اس عالم رنگ و بو میں بہروپیوں، مداریوں اور سوانگ رچانے والوں کی کمی نہیں ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ بہت سے سادہ لوح افراد ان کی ظاہری وضع قطع اور ان کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہو کر اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کرنے کو تیار ہو جائیں۔ سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بہروپیے یا مداری کی محبت اور عقیدت میں یوں بے طرح گرفتار ہو جاتے ہیں کہ نہ ان کی سوچنے کی صلاحیت باقی رہتی ہے نہ دیکھنے اور پرکھنے کی بلکہ کسی کی اچھی بات اور نصیحت پر بھی وہ کان دھرنے سے انکاری ہو جاتے ہیں چنانچہ کہاوت مشہور ہے الحب یعمی ویصم یعنی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔ اور اگر یہ محبت سفلی ہو یا بنا بر باطل ہو تو اس کا نتیجہ خسران دنیوی و اخروی کی صورت میں نکلتا ہے چنانچہ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد باری ہوا خسر الدنیا والآخرة ذالک هو الخسران المبین۔

عقیدت کا فائدہ

محور عقیدت ذات اگر کسی انسان کامل کی ہو تو ایسی عقیدت نہایت مستحسن اور محمود ہے۔ صرف دنیا داری کے حوالے سے بھی دیکھا جائے تو اتنی بات بالکل واضح ہے کہ اگر کوئی انسان کسی صاحب کمال سے عقیدت رکھ کر اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے گا تو کسی بھی شعبہ زیست میں حصول کمال کی منزل اس کے لئے آسان ہو جائے گی ایسی عقیدت کے فائدے ہیں۔ ایک فائدہ وہ جذبہ عمل اور جہد و کاوش ہے جو اس صاحب کمال کی خوبیوں کو اپنانے کے لئے عقیدت مند خود بھی اختیار کرتا ہے اور آخر اسے اپنی منزل تک رسائی بخشتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہر ہر گام پر اس صاحب کمال کی سیرت اس کے عقیدت مند کے لئے بطور نمونہ عمل کام دیتی ہے۔ اور یوں اس کے حصول کمال کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔

اہل اسلام کی یہ سب سے بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کی تمام عقیدتوں اور محبتوں کا محور اس عظیم انسان کامل کی ذات اقدس ہے جو تمام انسانی خوبیوں کا مجمع ہے۔ اور اس سے کامل تر انسان کا وجود میں آنا تا قیام قیامت ناممکن ہے۔ یہ انسان کامل خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن مجید نے علی الاعلان ارشاد فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

پس خوش نصیب ہے وہ انسان جو رسول کریمؐ کی ذات اقدسؐ کو اپنی محبت اور عقیدت کا محور بنائے۔ آپؐ کی سیرت طیبہ پر حتی المقدور عمل کرے اور آپؐ کے اہل بیت اور اصحاب کبار سے محبت اور عقیدت رکھے اور آپ کے لائے ہوئے نظام حیات پر عمل کرنے کو اپنے لئے باعث نجات جانے۔

بصیرت کی اہمیت

اس بحث کے بعد ہم البصیرت کی طرف آتے ہیں اور اس کی اہمیت اور افادیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں بار بار افلا تعقلون، افلا تتفکرون افلا یبصرون جیسے کلمات کی تکرار ہوئی ہے۔ یوں صاحب ایمان کو بار بار اس بات کی نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنی عقل، اپنی فراست، اور اپنی آنکھوں کا استعمال کرے۔ حق اور باطل کی حقیقت کو پرکھے۔ اور حیات و کائنات کی اصل غرض و غایت اور حقیقی مقصد کا تعین کرے۔ صرف عقل اور آنکھ رکھنے والا ہی سچائی کو پرکھ سکتا ہے اور حق کی آواز پر کان دھر سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ آنکھ رکھنے والا اور بصارت سے محروم شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔

بصیرت و عقیدت کا توافق

اہل بصیرت جب حقیقت حیات کی جانچ پرکھ شروع کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا دراصل حق اور باطل کی رزم گاہ ہے۔ اور اس کا روشن ضمیر اسے باطل کو

باقی صفحہ نمبر ۱۴

الحدیث

عبدالرحیم کرخی ایم۔اے۔بی ایڈ

پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کی فضیلت و اہمیت

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل حالطا و معہ غلام معہ میضاۃ وھو اصغرنا فوضعھا دنالسدرۃ فقضی حاجتہ فخرج علینا و قداستجی ء بالماء (سنن ابی داؤد)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چاردیواری میں داخل ہوئے ہم سے ایک چھوٹا لڑکا ہاتھ میں پانی کا کٹورا لئے آپ کے ساتھ تھا۔ اس نے پانی کا کوزہ بیری کے درخت کے پاس رکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی اور ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے پانی کے ساتھ استنجا فرمایا تھا۔

عن عائشہ قالت مرن ازواجکن ان یسطیبوا بالماء فانی استحیھم فان رسول اللہ کان یفعلہ (جامع ترمزی ابواب الطھارت)

حضرت عائشہ عورتوں سے کہتیں کہ اپنے خاوندوں کو کہو کہ وہ پانی سے پاکی کیا کریں مجھے انہیں کہتے ہوئے حیا ہوتی ہے بے شک رسول اللہ پانی سے استنجا فرماتے تھے۔

حضرت ابو عیسیٰ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے انہوں نے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا اختیار کیا اگرچہ استنجا پتھر کے ساتھ بھی جائز ہے مگر علماء نے پانی کے ساتھ استنجا کرنے کو پسند کیا ہے۔

صاحب حواشی انور شاہ کاشمری لکھتے ہیں۔

الجمع بین الاحجار والماء افضل وفی زماننا اکید

پتھر اور پانی دونوں کا جمع کرنا افضل ہے اور ہمارے زمانے زیادہ تاکید ہے۔

عن ابی ھریرہ عن النبی قال نزلت ھذہ الایۃ فی اھل قباء "فیہ رجال یحبون ان یطھروا ان اللہ یحب المتطھرین۔ التوبہ ۹: ۱۰۸

وقال کانوا یستنجون بالماء فنزلت فلیھم ھذا الایۃ (سنن ابی داؤد)

حضرت ابوھریرہ نبی اکرم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا:

یہ آیت فیہ رجال یحبون ان لیطھروا۔ (ترجمہ) قباء میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اھل قبا کے حق میں نازل ہوئی اور فرمایا وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تو اللہ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد قبا کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کونسی طہارت ہے جس کے سبب سے حق تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی انہوں نے جواب دیا کہ تین ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن لکھتے ہیں کہ حضور سرور دو عالم نے اہل قباء سے پوچھا کہ اللہ نے تمہاری نظافت و پاکیزگی کی تعریف کی ہے تم میں کونسی خصوصیت ہے انہوں نے عرض کی ہم قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں یہ ان کی نظافت طبعی کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا جو شخص جسمانی صفائی اور نظافت کا خیال رکھتا ہے۔ وہ بھی اللہ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیت اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ پانی کے ساتھ استنجا کرنے کی کتنی اہمیت اور فضیلت ہے۔

اسی لئے شاہ سید محمد نوربخش فقہ الاحوط میں استنجا

(باقی صفحہ نمبر ۴۳ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

۔ابو العرفان علامہ محمد بشیر

والبئر اذا وقع فیھا نجس انزح عین النجس وماء ھا حتی یصیر غیر متغیر اللون والریح والطعم ...... من الخواص الشریف فلا باس بہ۔

کنوئیں کا مسئلہ

ترجمہ: کنوئیں میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو عین ناپاکی اور پانی دونوں کو نکالا جائے گا۔یہاں تک کہ اس کا پانی رنگ، بو اور ذائقے کے لحاظ سے غیر متغیر ہو جائے۔ پانی کے نکالنے میں کسی قسم کی مقدار اور تعداد کا تعین نہیں ہے۔ اگر پانی میں خون کی کوئی ایسی مقدار پڑ جائے جسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو اس سے وضو جائز ہے۔ بشرطیکہ دوسرا پانی نہ ملے اگر کسی تعین کے بغیر دو برتنوں میں سے ایک ناپاک ہو جائے تو دونوں سے وضو جائز نہیں ہے۔ اگر جاری پانی کمزور ہو۔ شہروں میں چلتا ہو۔ لوگ اس کمزور پانی میں استنجا کرتے ہوں نیز اس کا رنگ و بو یا ذائقہ تبدیل ہو چکا ہو تو ایسے پانی کا پینا حرام ہے۔ اور اس کا استعمال کرنا، برتنوں، جسموں اور کپڑوں کو ناپاک کرنے کا باعث ہے۔ اس پانی کا استعمال کرنے والا گنہگار ہے۔ لہذا وہ کیسے ثواب کی امید کر سکتا ہے۔ شہروں میں چلتے رہنے والے پانی میں کسی ناپاک چیز کا دھونا، استنجا کرنا اور استبراء کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ واجب ہے کہ لوگ برتنوں میں پانی لیں اور ناپاکی دور کرنے کے لئے اسے استعمال کریں۔ پھر وہ وضو اور غسل کو پورا کریں۔ جو لوگ رکے ہوئے پانی اور دریا کے سوا دوسرے جاری پانی میں قضائے حاجت کرتے ہیں ان پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں کے لئے برے افعال سے بچنا واجب ہے اور یہ کام تو سب سے برا فعل ہے اگر لوگ ایسا کرنے سے پرہیز کریں تو اسلامی حکام کے ذمہ ان کو روکنا واجب ہے اگر اسلامی حکام بھی ان کو نہ روکیں تو سب کے سب بروز قیامت کو سزا میں مبتلا کئے جائیں گے۔ پس

مسلمانو تم پر پانی کو ناپاکیوں سے محفوظ رکھنا واجب ہے کیونکہ تمام عبادتوں کی بنیاد پاکی پر ہے اور پاکی کی بنیاد پانی پر اس معاملے میں سستی صرف ایمان کی کمزوری نیز نفس اور شیطان کے غلبے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہر پاک برتن سے وضو کرنا جائز ہے۔ لیکن سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے سونا اور چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتنوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ ایسے برتنوں کا استعمال کرنے والا گنہگار ہے۔ بشرطیکہ دوسرا برتن ملے۔ اگر دوسرا برتن نہ ملے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہر وہ برتن جو بیش قیمت جواہرات سے بنا ہو مثلاً یاقوت، زمرد اور ان کے علاوہ دیگر قیمتی جواہرات اگر ایسے برتن کا استعمال کسی ایسی شریف خاصیت کی غرض سے نہ ہو جس سے حکما اور عارفین باخبر ہوتے ہیں اور صرف زینت اور کثرت مال پر فخر کی غرض سے ہو تو حرام ہے اگر شریف خاصیتوں میں سے کسی خاصیت کے پیش نظر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں قدرے اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل امور کا بیان ہے۔

۱۔ کنواں کیسے پاک کیا جائے۔

۲۔ غیر مرئی چیز کا پانی میں پڑ جانا۔

۳۔ پاک اور ناپاک برتنوں کا غیر معین طور پر اختلاط کا مسئلہ

۴ - بہتا ہوا کمزور پانی اور اس کا ضروری حکم
۵ - پانی میں قضائے حاجت کرنے کی شدید مذمت
۶ - مسلمانوں کی ذمہ داری
۷ - اسلامی حکام کا انتباہ
۸ - سونا اور چاندی کے برتنوں کا استعمال
۹ - سونا اور چاندی کے ملمع شدہ برتنوں کا استعمال
۱۰ - مخصوص فوائد کے حامل قیمتی جواہرات کے برتنوں کا استعمال

تفصیل وضاحت

۱ - اگر کنویں میں کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو شرعاً یہ حکم ہے کہ اس کنویں سے ناپاک چیز کو نکال باہر کیا جائے گا۔ اس کے بعد کنویں کے پانی کو بھی نکالا جائے گا۔ چونکہ کنویں کا پانی ختم نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا پانی کی ایک بڑی مقدار کو نکال دیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ پانی کا رنگ، پانی کی بو، اور پانی کا ذائقہ یعنی پانی کے تینوں اوصاف بالکل ناتبدیل شدہ ہو چکے ہیں یا کہ نہیں۔ اگر تینوں اوصاف کے لحاظ سے پانی بالکل صاف اور شفاف بن گیا ہو تو اس سے کنواں پاک ہو جاتا ہے۔ اور پانی بھی پاک ہو جاتا ہے۔ پانی کو نکال باہر کرنے کے لئے شریعت محمدیہ کی رو سے ڈول وغیرہ کی کوئی تعداد یا کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ پانی کے اوصاف کو دیکھا جاتا ہے۔

۲ - اگر پانی بظاہر کوئی ناپاک چیز پڑ چکی ہو لیکن وہ دیکھی نہ جا سکتی ہو مثلاً خون پڑ جائے اور وہ پانی میں یکسر غائب ہو جائے۔ کافی غور و خوض کے باوجود خون پڑنے کی کوئی ظاہری علامت نظر نہ آتی ہو اور ساتھ ہی کوئی دوسرا پانی بھی میسر نہ ہو تو اس پانی کا استعمال وضو اور غسل وغیرہ کے لئے جائز ہو جائے گا۔ اگر دوسرا پانی مل جائے تو خون پڑا پانی استعمال نہ کرے۔

۳ - اگر دو برتنوں یا دو سے زیادہ برتنوں میں ایک ناپاک برتن بھی شامل ہو اور وہ ناپاک برتن کا یقین نہ ہوتا ہو۔ برتنوں میں ناپاکی کی کوئی نشانی وغیرہ معلوم نہ ہو تب ہو تو اس صورت میں ہر برتن مشکوک ٹھہرتا ہے۔ لہٰذا ان سب برتنوں کا استعمال کرنا درست نہیں ہو گا بلکہ سب برتنوں کو پہلے دھو کہ پاک کیا جائے گا پھر ان کا استعمال شرعاً روا ہو گا۔

۴ - بہنے والا پانی قلیل مقدار کا ہو اور وہ ہل وغیرہ میں بہتا رہتا ہو شہروں وغیرہ میں کوہل اور جدول میں بہت کم مقدار کا پانی بہہ رہا ہو۔ لوگ اس پانی میں استنجا کرتے ہوں کم مقدار کا حامل پانی ہونے کی وجہ سے اس کا الگ، اس کی بو اور اس کا ذائقہ یعنی تینوں اوصاف بدل چکے ہوں تو از روئے شریعت محمدیہ ایسے پانی کا پینا حرام ٹھہرتا ہے۔ ایسے پانی کا استعمال کرنا برتنوں، جسموں اور کپڑوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔ ایسے پانی کا استعمال کرنے والا شرعاً گنہگار قرار پاتا ہے۔ لہٰذا وہ کیسے ثواب کی امید رکھ سکے گا۔ پس اس قسم کے کمزور پانی میں کسی ناپاک چیز کا دھونا، استنجا، اور استبرا کرنا ناروا ہیں۔ اگر کہیں ایسے کمزور پانی کے استعمال کرنے کی ضرورت پڑے تو برتنوں میں اس سے پانی لینا ضروری ہے۔ پھر استنجا وغیرہ کے لئے برتن سے پانی کا استعمال کرنا واجب ہو جاتا ہے تاکہ وہ کمزور پانی ناپاک نہ ہونے پائے۔

۵ - پانی خواہ ٹھہرا ہوا ہو خواہ جاری ہو۔ دونوں صورتوں میں اس میں قضائے حاجت کرنا انتہائی قابل مذمت فعل ہے۔ سمندر اور بڑے بڑے دریا اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ضرورت اور مجبوری کے تحت دریاؤں اور سمندر میں قضائے حاجت کرنا ہی پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسا کرنے والوں پر خدا کی لعنت پڑتی ہے اور لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ان پر پڑتی ہے۔

۶ - تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ برے کاموں سے بچ کے رہیں۔ پانی میں قضائے حاجت کرنا سب سے برا کام ہے۔ برے کام کا انجام بھی بہت برا ہی ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا برے انجام سے بچنے کی کوشش لازمی چیز ہے۔

۷ - بدقسمتی سے اگر کہیں مسلمانوں لوگ پانی میں قضائے حاجت کرنے سے باز نہ آتے ہوں تو اسلامی حکام پر یہ حکم عائد ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس برے کام کے ارتکاب سے باز رکھیں اور اس سلسلے میں تعزیری کارروائی شرعاً درست

ٹھہرتی ہے۔ اگر اسلامی حکام اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں کوتاہی برتتے ہوں تو اس صورت میں سب کے سب بڑی قیامت کے روز عقوبت کے حقدار ٹھہریں گے۔ پس مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ پانی کو ناپاک چیزوں سے محفوظ رکھیں کیونکہ تمام عبادتوں کی بنیاد پاکی پر ہے اور پاکی کی بنیاد پانی پر۔ اس بارے میں کوتاہی کا مظاہرہ کرنا صرف ایمان کی کمزوری اور نفس شیطان کے چڑھ آنے کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔

۸ ۔ وضو اور غسل کے لئے سونا اور چاندی کے برتنوں اور لوٹوں کا استعمال کرنا شرعاً حرام ہے۔ لہذا وضو غسل کے لئے سونا اور چاندی کے لوٹوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا کیا جائے تو وضو اور غسل شرعاً درست نہیں قرار پائیں گے۔

۹ ۔ اگر کوئی لوٹا خود چاندی کا نہ ہو بلکہ اس پر چاندی کا ملمع کیا گیا ہو اسی طرح کوئی لوٹا وغیرہ خود سونے کا نہ بلکہ اس پر سونے کا ملمع کیا گیا ہو تو ایسے ملمع کئے گئے برتنوں کا استعمال کرنا مکروہ قرار پاتا ہے۔ دوسرا لوٹا وغیرہ کے ہوتے ہوئے اگر سونا اور چاندی کے ملمع شدہ برتن استعمال کیا جائے تو ایسا کرنے والا شرعاً گنہگار ٹھہرے گا۔ اگر دوسرا لوٹا وغیرہ موجود نہ ہو تو پھر کوئی گناہ لازم نہیں آئے گا۔

۱۰ ۔ بیش قیمت جواہرات کے بنے ہوئے لوٹے اور برتنوں کو وضو اور غسل کے لئے استعمال کرنا بھی شرعاً حرام ٹھہرا گیا ہے بشرطیکہ ان کا استعمال کرنا صرف زینت اور کثرت مال پر فخر کرنے کی غرض سے ہو۔ اگر کسی کو بیش قیمت جواہرات مثلاً یاقوت ، زمرد ، مرجان ، ہیرا وغیرہ میں سے کسی ایک کے برتن کا استعمال کسی مخصوص فائدہ کی خاطر ضروری ہو ۔ جواہرات کی مخصوص فائدے اور خاصیتوں کو حکما اور عارفین بخوبی جانتے ہیں۔ لہذا ان کی ہدایات کی روشنی میں کسی کو یاقوت وغیرہ کے برتن کا استعمال کرنا پڑتا ہو تو ایسے کرنا جائز ہوگا۔

(جاری ہے)

بقیہ تفکر وتذکر

رد کرنے اور حق کی حمایت کرنے پر اکساتا ہے اور راہ حق کے سفر میں وہ اپنا رہبر صرف اس انسان کامل کو بناتا ہے جو مجسم حق مجسمہ خیر و خوبی ہو۔

جہاں سے اہل بصیرت کا سفر عقیدت شروع ہو جاتا ہے۔ جس کے ہر گام پر اس کی بصیرت اس کی ہم سفر رہتی ہے۔ اور انجام کار اسے منزل کمال اور منزل نجات تک پہنچاتی ہے۔

اہل دل ہمیشہ ایسے صاحب کمال کی صحبت کے متلاشی رہتے ہیں جو منزل کمال تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ لیکن لازم ہے کہ عقیدت کے اس رستے پر قدم رکھتے ہوئے ہر سالک اپنی بصیرت سے بھی ضرور کام لے تاکہ خدا نخواستہ کسی بہروپیے ، کسی نقلی درویش ، یا کسی نمود جبہ و دستار سے لوگوں کو متاثر کرنے والے لیکن سیرت و کردار کی خوبیوں سے عاری انسان سے اندھی عقیدت کی بنیاد پر وہ اپنی دنیا اور اپنی عاقبت تباہ نہ کر بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی بصیرت عطا فرمائے جو ہمیں محبوب خدا حضرت رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام سے محبت اور عقیدت کے راستے پر گامزن کرے۔ آمین

این وائی ایف کے جھنڈے میں ایک رنگ کا اضافہ

محمد یحیٰ
آفس سیکرٹری

این وائی ایف کے جھنڈے میں ایک سیاسی پارٹی کے ساتھ توافق کو ختم کرنے کی غرض سے آسمانی رنگ (Sky blue) رنگ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(گزشتہ سے پیوستہ)
(قسط نمبر ۳)

تصوف روح اسلام

(کتب تصوف سے ماخوذ)

صوبیدار محمد اسماعیل عاصی سریکی

علم تصوف

تصوف پر ہر دور میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ۔ مگر ہر دور میں جب اس کی افادیت اور اہمیت کو محسوس کیا جاتا ہے تو علماء محققین اور صوفیاء کو پھر سے اس کے اعادہ تعریف اور تشریح کے لئے کچھ لکھنا پڑتا ہے تصوف بنیادی طور پر ایک علم ہے جس میں شریعت طریقت و معرفت اور حقیقت کے علوم اور مقامات درجہ بدرجہ موجود ہوتے ہیں ۔ علم شریعت کے بغیر تصوف مطلقاً بے مقصد اور کج راہ ہو جاتا ہے ۔ تصوف کا علم طریقت کے بغیر تصور ہی غلط ہو جاتا ہے ۔ جو جسد بے روح کی مانند قرار دیا جا سکتا ہے ۔ معرفت کے بغیر تصوف بے ثمر درخت ہے ۔ اور تصوف بجز علم حقیقت کے نامرادی اور ناشادی ہے ۔

تحریک تصوف

نظریہ تصوف کے دو پہلو بڑے فکر انگیز اور شناخت کے موجب ہیں ۔ ایک پہلو اصولی ہے ۔ اور دوسرا پہلو تحریکی ہے ۔ تصوف کا اصولی پہلو تو جب سے مخلوق خلق ہوئی اس وقت سے موجود ہے اس پہلو میں تصوف کا اصل مقصود خالق مطلق اللہ جل شانہ کے قرب و رضا کی تلاش اور اس مدعا کے لئے ہر عبادت و ریاضت کا روا رکھا جاتا ہے جب پیغمبرؐ اسلام حضرت محمدؐ کا ورود ظاہری ہوا اور دین حنیف کا احیاء پوری تکمیل کے ساتھ قرآن و سنت کے لحاظ سے ہوا تو علم تصوف میں اخلاق محمدیؐ کا حسین ترین اضافہ ہو گیا ۔ تصوف کا دوسرا پہلو جسے ہم تحریک یا تحریکی تصوف کا نام دیتے ہیں تیسری صدی ہجری یا نویں صدی عیسوی میں اس کا آغاز ہوتا ہے ۔ جب خلافت اسلامی کو دور امیر میں سراسر امارت میں تبدیل کر دیا گیا ۔ جس سے اسلام کی اصل روح گرد آلود ہو کر رہ گئی تو اس موقع پر حضرت معروف کرخیؒ سری سقطیؒ حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ جیسے معروف صوفیاء کرام نے تصوف کو ایک تحریک کی شکل دے کر خانقاہی نظام قائم کیا ۔ تاکہ اسلام کی اصل روح کی حفاظت کی جائے اور متلاشیان حق کو صراط مستقیم دکھایا جائے ۔ ان خانقاہوں کے قیام کے ساتھ تصوف اسلام میں خدمات سرانجام دینے والے صوفیاء اور اولیائے کرام کے روحانی سلسلے اپنے اپنے نام کی شناخت اور سلوک کے اصول و رموز کے ساتھ قائم ہوتے گئے ۔

تصوف اسلام میں حضرت نبی کریمؐ کی پیروی میں حضرت علیؑ کی وساطت سے سلاسل فقر و تصوف پورے عالم اسلام پر محیط ہوئے ہیں ۔ ان سلاسل میں مشہور و معروف طریقہ سلسلہ ذھب (عرف عام میں سلسلہ نوربخشیہ) قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ وغیرہ سلاسل کا منبع فقر حضرت علی المرتضیٰ اسد اللہ غالب ہیں ۔ صرف ایک سلسلہ نقشبندیہ کا منبع فقر حضرت ابو بکرؓ سے جا ملتا ہے ۔

شرح تصوف محققین کی نظر میں

بندہ عاصی نے نوائے صوفیہ کے پہلے دو شماروں میں ایک قسط وار مضمون تصوف روح اسلام کے نام سے تحریر کیا تھا قارئین کرام مطالعہ کر چکے ہوں گے پھر بھی مزید معلومات اور آگاہی کے لئے لفظ تصوف کی شرح لکھ دیتا ہوں ۔

اکابرین صوفیاء اور ارباب لغات نے تصوف کی شرح کچھ اس طرح سے کی ہے :-

۱ ۔ تصوف ایک علم ہے جس کا موضوع ذات و صفات باری تعالیٰ ہے ۔ اور اس کی غایت رضائے الٰہی وصول بخدا العمل صالح ہے "سروری"

۲ ۔ تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعے دل کی پاکیزگی و صفائی حاصل ہوتی ہے تحریک تصوف ص: ۲۹ بحوالہ ادبی لغات

۳ ۔ تصوف پشمینہ پہننا ماخوذ صوف (پشمینہ) اونی لباس اصطلاح میں خواہشات نفسانی سے پاک ہونا اور تمام اشیاء میں ظہور خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا اور نام صوفیوں کا ۔ تحریک تصوف ص: ۲۹ بحوالہ کشوری"

۴ـ مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ احمد غزالی کے برادر محترم حضرت امام محمد غزالی اپنی تصنیف کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں علم طریق آخرت کی دو قسمیں ہیں ـ ایک علم مکاشفہ دوسرا علم معاملہ قسم اول کا نام علم باطن "علم تصوف" ہے ـ اور وہ سب علوم کی انتہا اور علت غائی ہے ـ اور یہ علم مکاشفہ صدیقوں اور مقربوں کا علم ہے ـ اور وہ ایک نور ہے ـ کہ جب دل اپنی بری

صفتوں سے پاک وصاف ہوتا ہے اس وقت اس میں ظاہر ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ خدائے پاک کی ذات اس کی صفات کاملہ دائمی اور اس کے افعال کی معرفت حقیقی اس سے حاصل ہوا ناصر بن خواجہ عبیداللہ فرماتے ہیں ـ تفسیر حدیث اور فقہ مروجہ علوم کا خلاصہ ہیں ـ اور ان کا خلاصہ علم تصوف ہے اور اس کا موضوع اثبات باری تعالیٰ کی بحث ہے ـ "تحریک تصوف ص: ۱۹

۶ـ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنے مکتوبات ششم میں فرماتے ہیں ـ تزکیہ اخلاق کے جو احکام شریعت میں مذکور ہیں ـ ان کا نام شریعت ہے ـ لیکن محض احکام کے جاننے سے تزکیہ اخلاق نہیں ہوتا ـ علمائے ظاہر اخلاق کی حقیقت و ماہیت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں ـ لیکن خود ان کے اخلاق پاک نہیں ہوتے ـ یہ مرتبہ رتبہ مجاہدات وفنائے نفس سے حاصل ہوتا ہے اسی کا علم طریقت ہے یعنی علم تصوف ہے" تحریک تصوف ص: ۱۷"

۷ـ مشہور صوفی بزرگ حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں کہ حظ نفس کو ترک کرنے کا نام تصوف ہے ـ صوفی وہ ہوتا ہے جو خواہش نفسانی سے پاک ہو ـ اور اس کی روح کدورت بشری سے منزہ ہو "تحریک تصوف ص: ۱۷"

۸ـ حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں ـ تصوف سے مراد اخلاق حسنہ ہیں اور ان کا تعلق خالق و مخلوق دونوں سے ہے اللہ تعالیٰ سے حسن اخلاق یہ ہے کہ اس کی قضا کے سامنے سر جھکا دے اور راضی برضائے مولا رہے ـ "تحریک تصوف ص: ۱۷، پروفیسر انعام الحق کوثر"

۹ـ بزرگ صوفی حضرت حفص حداد یعنی لوہار نیشاپوریؒ فرماتے ہیں ـ ہر حال ہر مقام ہر وقت کے آداب پر نگاہ رکھنے کا نام علم تصوف ہے ـ جس نے ان کے ادب کا التزام کیا وہ صاحب دل

لوگوں کے درجے اور مرتبے تک پہنچ گیا" تحریک تصوف ص: ۱۷

۱۰ـ برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی حضرت امام ربانی اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں ـ کہ علم و عمل دونوں شریعت سے ہی حاصل ہوتے ہیں اور اخلاق جو علم اور عمل کے لئے روح کی طرح ہے ـ طریق صوفیہ پر چلنے یعنی راہ طریقت پر منحصر ہے ـ ایک اور مکتوب گرامی میں موصوف فرماتے ہیں میرے مخدوم یعنی سلوک کی منزلوں کے طے کرنے اور جذبہ کے مقامات کو قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی اور انفسی معبودوں کے فنا پر منحصر ہے ـ اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو

ہے کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں ـ علم ، عمل اور اخلاص "تحریک تصوف، ص: ۱۹"

۱۱ـ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں پس طالب صادق کو معلوم ہو کہ مسلک سلوک معرفت مولیٰ کی راہ ہے ـ پس جو کوئی طالب مولیٰ تصوف سے واقف نہیں ہے ـ وہ سراسر گمراہ ہے چونکہ تصوف کے چار حروف ہیں ـ یعنی ت ـ ص ـ و ف اب ان کا معنی ملاحظہ فرمائیں ـ ت سے مراد تصرف یعنی کہ راہ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے ـ حرف ص سے مراد صراط مستقیم ہے یعنی سیدھی راہ جو کہ قرآن اور سنت کے دکھائے ہوئے شریعت کے راستے پر چلنا ہے ـ حرف و سے مراد وعدہ خلافی نہ کرنا ہے ـ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنا حرف ف سے مراد فتح غیب اور فنائی نفس ہونا پس کوئی ان حروف کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے (بحوالہ محک الفقر کلاں)

۱۲ـ حضرت مفتی شاہ مظہر اللہ دہلوی تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں تصوف اصلاح خیال کا نام ہے" والہ مذکورہ بالا" لیکن چند غیر مسلم محققین نے اسلام کے بنیادی علوم قرآن اور حدیث سے کماحقہ واقف نہ ہونے کی وجہ سے مشکوک رویہ اختیار کیا ہے جیسے پروفیسر نکلسن پروفیسر میکڈانلڈ وغیرہ مغربی مفکرین کو تصوف عیسائی رہبانیت، یونانی باطنیت، بدھ مت اور ہندومت سے متاثر نظر آتا ہے ـ یہ سب حقیقت تصوف سے مکمل طور پر واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہے ـ جبکہ ان سب کو تسلیم ہے کہ اس کا مبداء اولین قرآن پاک ہے ـ

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

تصوف ایک طرز حیات

ڈاکٹر لیتق بابری، ترجمہ: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

اگر ہم تصوف کی اس تعریف کو اختیار کریں جو امام غزالی نے اپنی تصنیف منقذ میں کی ہے اور جس کی رو سے تصوف دروں بینی اور محاسبہ نفس کا وہ عمل ہے جس سے تزکیہ نفس مقصود ہو، تو معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ اس تصوف کا شاندار عملی نمونہ تھے۔ یہ ذکر و فکر، دین اسلام کے اولین صوفیانہ مظاہر تھے۔ کیونکہ یہ ذکر ہی ہے جس کی بدولت تکمیل ذات ہوتی ہے اور اس عظیم روحانی بیماری کا علاج ہو جاتا ہے جسے منافقت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ذکر ہی ہے جو وجود کے کرب سے انسان کو نجات دیتا ہے۔ صوفی اپنے ذکر کی سند نہ صرف قرآن مجید سے مہیا کرتا ہے بلکہ احادیث نبویؐ سے بھی رہنمائی لیتا ہے روایت ہے کہ حضور کریمؐ نے فرمایا کہ ہر شے زنگ آلود ہو جاتی ہے اور جیسے قلب انسانی کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ نیز جس طرح اور اشیاء سے زنگ دور کرنے کے طریقے موجود ہیں ایک طریقہ آئینۂ قلب کو بھی صیقل کرنے کا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہؐ وہ طریقہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "اللہ کا ذکر"۔ یہ ذکر ہی ہے جس کو زاد راہ بنا کر صوفی تقویٰ کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اور مختلف مقامات سے گزرتا ہوا نفس مطمئنہ کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اس راستے کی عظیم ترین کامیابی فقر ہے جہاں صوفی کی کایا پلٹ جاتی ہے اور اسے خواہشات نفسانی سے مستقل رہائی ملتی ہے۔ اس کی سماعت اور بصارت کی قوتیں دوچند ہو جاتی ہیں۔ اس کی اپنی روح کے اسرار و رموز اس پر عیاں ہو جاتے ہیں۔ صوفی اس کیفیت کو اپنے دل کی آنکھ یعنی عین القلب کے کھلنے سے تعبیر کرتا ہے۔ اسے ایک غیر معمولی بصیرت عطا ہوتی ہے۔ ذکر کے وسیلے سے صوفی کو قلب و روح کا ابدی قرار حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ "آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔" اس کو خوف اور ملال سے بھی آزادی مل جاتی ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ "اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف لاحق ہوتا ہے نہ کوئی حزن"

دور جدید کا محبت اور احساس سے عاری انسان اپنی تقدیر کے سامنے بے بسی اور تنہائی کا شکار ہے جبکہ صوفی مادیت پرستی کی قید سے رہا ہو کر اپنا تعلق روح کائنات سے استوار کر لیتا ہے۔ اور اپنی زندگی ایک کائناتی محبت کی فضا میں بسر کرتا ہے۔ صوفی کے لئے سرور و مسرت کی معراج اس خدائے واحد کا وصال ہے۔ یہ وحدت جہاں اسلام کا بنیادی اصول ہے وہاں قصر تصوف کا بھی سنگ بنیاد ہے۔ یوں صوفی اس ذات واحد کی پناہ میں آکر اپنی ذات کے تار و پود بکھرنے سے بچاتا ہے۔ جو لوگ یہ پناہ خدائے واحد کی بجائے کہیں اور تلاش کرتے ہیں ان کی مساعی کو قرآن مجید نے بیت العنکبوت یعنی مکڑی کے گھر سے مماثل قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ "ان لوگوں کی مثال جنہوں نے خدا کے سوا کسی اور (غیر اللہ) کا سہارا ڈھونڈا۔ مکڑی کی سی، جس نے اپنے لئے ایک گھر بنایا اور یقیناً سب گھروں میں بودا گھر مکڑی کا ہے۔"

صوفی ہمیشہ مائل بہ عمل ہوتا ہے۔ عمل صالح اس کی فطرت میں شامل ہوتا ہے اور اس کا اظہار اس دُنیا میں صوفیا کے انجام دیئے ہوئے سماجی امور اور سرگرمیوں سے ہوتا ہے۔ لوئی میسی نون (Louis Massignon) کے الفاظ میں "تصوف نہ تو محض ایک اصطلاح ہے اور نہ محض ایک طبی نسخہ بلکہ یہ وہ عملی علاج ہے جسے طبیب (یعنی صوفی) پہلے اپنے اوپر آزماتا ہے تاکہ پھر اسے بنی نوع انسان کو شفا دینے کے لئے بروئے کار لایا جا سکے۔" میسی نون نے صوفیاء کو ایسے اطباء اور مسیحا قرار دیا ہے جو انسانوں کی روحانی بیماریوں اور تضادوں اور بدبختیوں کا علاج کرتے ہیں۔ تصوف کی سماجی اہمیت اس کے اسی انداز مسیحائی کی بدولت ہے اکابرین تصوف نے ہمیشہ ان طریقہ ہائے علاج کا استعمال کیا ہے جس سے بیمار اور مجروح معاشرے کے افراد کے درد دل کا علاج ہو اور ان کی روح کے زخم جو بدی کی طاقتوں کے لگائے ہوئے ہوتے ہیں، مرہم کی لذت سے آشنا ہو جائیں۔

تواضع، انکسار اور بردباری صوفیانہ مزاج کا خاصہ ہوتے

ہیں۔ صوفی دوسروں کی تہذیبی روایات کا احترام کرتا ہے۔ پوری نوع انسانی کی تاریخ میں صوفیوں نے ہمیشہ ہر معاشرے کی تمدنی ترقی میں سے سب سے نمایاں کردار ادا کیا ہے مثال کے طور پر حسین نصر کے اس بیان کا حوالہ دیا جا سکتا ہے کہ مغلوں کے حملوں کے نتیجے میں ہونے والی تباہی اور تاراجی کے نتیجے میں جب تمام ادارے شکست و ریخت سے دوچار ہوئے۔

کوئی تنظیم ایسی نہیں تھی جو ان معاشرتی اور تمدنی اداروں کی تعمیر نو کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ یہ صوفی سلسلے ہی تھے جو اس عظیم افراتفری اور انتشار میں امن و آشتی کی فضا کو بحال کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انہی کی بدولت انصاف بدی کی بہیمانہ قوتوں پر غالب آگیا۔ صوفی مراکز نے نہ صرف اہل اسلام کی روحانی تربیت اور ترقی کا اہتمام کیا بلکہ مضبوط اخلاقی بنیادوں پر لوگوں کی شخصیت کی تعمیر کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ ان صوفی مراکز کی حیثیت مدرسوں اور یونیورسٹیوں کی سی تھی۔ یہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کے معالج تھے اور ان کے زاویے اور دائرے ہسپتالوں اور علاج نفسانی کے کلینک کا کردار ادا کرتے تھے۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ آرائی نہ ہوگا کہ اسلام میں علم اور تہذیب کے فروغ کا سہرا اسلاسل تصوف ہی کے سر ہے۔

جب صوفیوں نے وسط ایشیاء سے نکل کر وادی سندھ میں قدم رکھا جو کہ آج کا جدید پاکستان ہے تو یہاں بھی انہوں نے اسلام کے تہذیبی اقدار کے انمٹ نقوش چھوڑے۔ شاعری اور موسیقی کے ذریعے فنی حسیات کی ترقی میں انہوں نے جو کردار ادا کیا وہ لاثانی ہے۔ صوفی شعراء نے پنجابی، سرائیکی، سندھی، پشتو، اور بلوچی جیسی مقامی زبانوں میں مضامین تصوف کو اظہار اور بیان کی معراج تک پہنچایا۔ انہوں نے علم و دانش، جذبہ و احساس اور اطوار و آداب کی نفاست کو اعلیٰ معیار عطا کئے۔

صوفیوں نے اس عقیدے کا پرچار کیا کہ انسان فنا ہونے کے لئے نہیں بلکہ اس وحدہ لاشریک کی ابدی رحمت کے ساتھ باقی رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس نہ اس فانی وجود کا کوئی مظہر چاہے وہ کیسا ہی خوشنما کیوں نہ ہو اس کی روح کی تشفی کا ذریعہ بن سکتا ہے اور نہ اس دنیا کے افکار و معلومات کی بارش جستجوئے تلاش وحدت کی جگہ لے سکتی ہے۔ حسین نصر کے بقول اس تلاش وحدت کو پیش نظر رکھ کر صوفی اپنی زندگی ایسے انداز سے گزارتا ہے کہ اس کے ہر قول اور فعل سے ایک روحانی خوشبو اور مہک آتی ہے اور اس کے دم سے جملہ کائنات میں ایک خیر و برکت جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ اپنے باطنی سفر میں صوفی اسرار ذات کا مشاہدہ کرتا ہے اور اسرار امن اطمینان بھی پالیتا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو بھی یہ سفر اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ (بشکریہ مسلم)

اظہار تشکر

اظہار تشکر

میرے بڑے بھائی نائیک بشیر براہ والے اور والدہ کی رحلت پر اہل تصوف کی بڑی تعداد نے تعزیتی خطوط لکھے ہیں۔ جن میں کراچی، لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، سکردو، خپلو، چھوربٹ اور تھگس کے علاوہ مسقط، کویت، سعودی عرب کے شہر دمام، الخبر، تبوک، مکہ مکرمہ اور جدہ میں مقیم حضرات شامل ہیں۔ بہت سی ماں بہنوں نے بذریعہ کیسٹ بھی اظہار تعزیت کیا ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہیں۔ اس لئے نوائے صوفیہ کے صفحات کے ذریعے ان کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں۔

منجانب: حاجی غلام رسول حنیفی براوی

براہ پائین حال مقیم ریاض،

سعودی عرب

سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہراؑ

حاجی محمد سلیم شیخو بی اے، بی ایڈ

ولادت

جناب سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ السلام اللہ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ جب آپ کی ولادت قریب آ گئی تو جناب خدیجۃ الکبریٰ نے اپنی قریبی عورتوں کو کہلا بھیجا کہ وہ ان کی دیکھ بھال اور مدد کے لئے آئیں۔ لیکن قریش کی عورتوں نے صاف انکار کیا جس طرح قریش کے لوگ حضورؐ کے دشمن ہو گئے تھے۔ اسی طرح قریش کی عورتیں بھی جناب خدیجۃ الکبریٰ کی دشمن ہو گئی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے قریش والوں کی مرضی کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی تھی۔ قریش کی عورتوں کا یہ رویہ دیکھ کر جناب خدیجہؓ رنجیدہ ہو گئیں۔ آپ اسی غم واندوہ کی حالت میں تھی کہ اچانک چار عورتیں آپ کے سامنے نمودار ہوئیں۔ جو بنی ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کر رہی تھیں۔ ان عورتوں کو اچانک سامنے پا کر حضرت خدیجہؓ ڈر گئیں۔ آپ کی گھبراہٹ دیکھ کر ان میں سے ایک عورت نے کہا۔ اے خدیجہؓ ڈرو مت۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ ہم آپ کی بہنیں ہیں میں سارہ ہوں۔ دوسری حضرت مریمؑ۔ تیسری حضرت موسیٰ کی بہن ام کلثومؑ اور چوتھی فرعون کی بیوی آسیہؑ ہیں۔ یہ کہہ کر عورتیں جناب خدیجۃ الکبریٰ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بیٹھ گئیں اور جناب زہرہ بتول سلام اللہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

روایت ہے کہ جناب فاطمہ زہرا علیہ السلام کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنت سے دس حوروں کو بھیجا۔ جو جنت سے آب کوثر کا پانی ساتھ لائی تھیں۔ اور کوثر کے پانی سے جناب زہراؑ بتول کو غسل دیا اور خوشبوؤں سے تر ایک سفید کپڑا آپ کو پہنا کر جناب خدیجۃ الکبریٰ کے حوالے کر دیا۔

نام مبارک

سرکار دو عالم جناب محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہؓ رکھا۔ فاطمہؓ کے معنی ہیں چھڑانا، نجات دلانا یعنی روز محشر کو جناب فاطمہ سلام اللہ اپنے والد بزرگوار رحمت العالمینؐ کے گنہگار امتیوں کو آتش دوزخ سے نجات دلائیں گی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"تحقیق میں نے اپنی اس بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین کو دوزخ سے علیحدہ کر دیا ہے" گویا آپ (سیدہ فاطمہؓ) کے نام مبارک کی تعظیم وتکریم ہی ایمان والوں کو جنت کی بشارت ہے۔

رشتہ ازدواج

آپ کے لئے بعض صحابہ کرام کی طرف سے رشتے کا پیغام آیا۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ سلام اللہ کی شادی اس شخص کے ساتھ کراؤں گا جس کا رشتہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ یہ فرما کر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا انتظار فرمایا:

حضرت انس بن مالک کے حوالے سے شیخ زرندی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت انس بن مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ آپؐ نے انس بن مالک سے فرمایا

اے انس بن مالک! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے کر دوں۔ اے انس جا کر صحابہ کرام ابوبکرؓ، عمرؓ اور طلحہ و زبیر کو بلائیں اور انصار میں سے سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ اور سعد بن حضیرؓ جیسے اکابرین کو بلائیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اصحاب کبار کو بلایا جس میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں ترغیب نکاح تھی۔ پھر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ میں فاطمہؑ کا نکاح چار سو مثقال چاندی مہر کے عوض علیؑ کے ساتھ کر دوں۔ پھر حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علیؑ! کیا آپ اس پر راضی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں راضی ہوں۔ تب آپؐ نے خطبہ پڑھا اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کے حق میں دعا فرمائی۔

شان زہرا بتول عذرا سلام اللہ علیہ

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ جنہوں نے تفسیر روح معانی لکھی ہے۔ نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اولین و آخرین کی عورتوں پر سیدہ النساء العالمین کو فضیلت حاصل ہے۔ بر آں کہ ان کے ابا جان محبوب رب العالمین اور سید اولین و آخرین ہیں۔ ان کی اس شہزادی جس کو تمام اہل جنت کی عورتوں پر سرداری حاصل ہے۔ وہ ظاہر ہے کہ اولین و آخرین کی عورتوں کی بھی سردار ہیں۔ اس سے اس بات کی دلالت ہوتی ہے۔ کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مریمؑ۔ حضرت آسیہؑ اور حضرت خدیجہؓ سے بھی جناب سیدہ زہرا افضل و برتر ہیں۔

اس حقیقت سے کوئی بھی فرد انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت مریمؑ صرف ایک نسبت سے واجب احترام ہیں۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی والدہ محترمہ ہیں۔ لیکن بتول عذرا حضرت فاطمہ زہراؑ کو تین ایسی نسبتیں حاصل ہیں جو کسی بھی دوسری عورت کو حاصل نہیں ہو سکتی ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے رموز بیخودی میں اس طرح بیان کیا ہے۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

حضرت مریم کو صرف اسی ایک نسبت سے فضیلت حاصل ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہے۔ جبکہ حضرت زہرا سلام اللہ کو بے شمار دوسری فضیلتوں کے علاوہ تین مخصوص ایسی نسبتوں کی بنا پر فضیلت حاصل ہے۔ جو دنیا اور آخرت میں کسی بھی دوسری عورت کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

نور چشم رحمت العالمین
آں امام اولین و آخرین

پہلی نسبت تو یہ ہے کہ آپ رحمت العالمین سید المرسلین خاتم النبیین۔ امام اولین و آخرین کی پیاری و محبوب بیٹی ہے۔ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیر النساء امتی فاطمہ بنت محمد (میری امت کی عورتوں میں بہتر میری بیٹی فاطمہ ہے" ایک اور مقام پر فرمایا: فاطمہ بضعۃ منی، فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خاتون جنت فاطمہ زہرا سلام اللہ کے بارے میں فرمایا: الاترضین ان تکونی سیدۃ نسا اھل الجنۃ اونساء العالمین۔ کیا تو (میری بیٹی) اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہان اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا، شیر خدا

دوسری نسبت جو حضرت زہرا علیہ السلام کو حضرت مریمؑ پر فضیلت حاصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ تاجدار ہل اتیٰ امام الاولیاء۔ فاتح خیبر۔ مشکل کشا۔ وصی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی ابن ابو طالب کی رفیقہ حیات ہیں۔ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں اور ع اس کا دروازہ ہے۔

(جاری ہے)

حضرت سید علی ہمدانیؒ کی تعلیمات

کرنل غلام سرور

حضرت امیر کبیر علی ہمدانیؒ آٹھویں صدی کے جلیل القدر صوفی اور بلند نظر عارف تھے۔ آپ کی شخصیت بڑی دلکش، ایمان افروز اور جامع الصفات تھی۔ آپ، ۱۲ رجب ۷۱۴ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۳۱۴ء کو اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔ والد بزرگوار کا نام سید شہاب الدین تھا۔ آپ حضرت امام زین العابدین کی اولاد سے تھے۔ اس طرح وہ حسینی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

سید علی ہمدانی، ذہانت میں بے مثل تھے۔ بچپن ہی سے انہیں تحصیل علم کا بڑا شوق تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں حضرت علاو الدولہ سمنانی سے حاصل کی اور انہی کی رہنمائی میں کلام پاک حفظ کیا۔ انہوں نے بارہ سال تک اپنے ماموں کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا اور تمام دینی علوم سے بہرہ ور ہوئے۔ طریقت و حقیقت سے بھی آگاہی ہوئی اور عقلی و نقلی علوم بھی وہیں سے سیکھے۔

مرد مومن کی تمام خصوصیات، آپ کی ذات میں مجتمع تھیں۔ آپ حق گوئی، بیباکی اور اعلائے کلمہ حق میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ کا موقف، شہادت حق کا فریضہ سرانجام دینا تھا۔ اس کے لئے وہ ہر قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ آپ کی تعلیمات نے اپنے زمانہ کے سلاطین و حکام پر گہرے اثرات مرتب کئے چنانچہ ہمدان سے کشمیر تک، امیر تیمور کے سوا تمام بادشاہ و امرا، آپ کا دل سے احترام کرتے تھے۔ بعض ناعاقبت اندیش، حکام نے ابتدا میں انہیں ایذائیں بھی دیں، مگر بعد میں وہ اپنے کئے پر سخت نادم ہوئے۔ دوسری جانب، حکام کی غالب اکثریت آپ کے ارادت مندوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے بعض حکام مرید بھی تھے۔ آپ صبر و استغنا کا پیکر تھے۔ آپ نے دنیاوی مال و دولت کی نہ کبھی طلب کی، نہ کسی حکمران سے ہدیہ، فتوح یا وظیفہ طلب کیا۔ آپ کا مقصد صرف معاشرہ کی اصلاح تھا اور بس۔ ہمدان ہو یا بلخ و ختلان، کشمیر ہو یا مشہد و اردبیل، آپ کی توجہ کا مرکز سلاطین و امرا تھے۔ آپ یہ سمجھتے تھے کہ حاکم طبقہ کی اصلاح، عوام کی نسبت زیادہ ضروری ہے، کیونکہ قرآن کریم کے بقول، لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے سید صاحب کے متعلق "جاوید نامہ" میں یوں کہا ہے۔

مرشد معنی نگاہاں بودہ ای
محرم اسرار شاہاں بودہ ای

آپ بادشاہوں سے بالمشافہ ملاقات کر کے انہیں دین حق کے اسرار و رموز سے آگاہ کرتے تھے یا پھر ان کے نام خطوط میں ان کی توجہ نیکی کی جانب مبذول کراتے تھے۔ آپ کے مجموعہ مکاتیب میں کنار کے حاکم طغانشاہ، پکھلی کے والی سلطان علی الدین، ہرات کے حاکم سلطان غیاث الدین اور کشمیر کے حاکم سلطان قطب الدین کے نام مراسلات موجود ہیں۔ یہ مراسلات، دین کے ہمہ گیر پہلوؤں کا سیر حاصل احاطہ کرتے ہیں۔

تاریخ اعظمی میں درج ہے کہ سید علی ہمدانی کی کشمیر میں تشریف آوری سے پہلے، یہ خطہ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہاں کے لوگ، علم شریعت کا بہت کم شعور رکھتے تھے۔ تنزل اور ابتری کے اس دور میں آپ نے تبلیغ و اشاعت اسلام اور اصلاح و تربیت کا کام شروع کیا۔ یہاں کے دور دراز کے علاقوں میں اپنے رفقا۔ کو جو آپ کے ساتھ آئے تھے، پھیلا دیا۔ تاکہ وہ دینی تعلیم اور اشاعت اسلام کی خدمت انجام دے کر اس خطے کو اسلام کے نور سے منور کر دیں۔ شاہ ہمدان ۷۷۴ھ میں سات سو سادات اور مریدوں کے ساتھ کشمیر تشریف لائے تھے۔ آپ کی یہ آمد کسی اضطراری لمحے کا فیصلہ نہ تھا، بلکہ آپ اور آپ کے رفقا، تبلیغی ضرورتوں کے کامل احساس اور فرض شناسی کے جذبے کے ساتھ کشمیر آئے تھے۔ اس سے پہلے، آپ کے دو مرید اور چچا زاد بھائی میر سید تاج الدین سمنانی اور میر سید حسین سمنانی، سالہا سال سے کشمیر میں مقیم تھے۔ ان کی وساطت سے، شاہ ہمدانؒ اس علاقے کے حالات سے مکمل طور پر باخبر تھے۔

شاہ ہمدان پہلی بار، ۷۶۰ھ یا ۷۶۱ھ میں کشمیر تشریف لائے تھے۔ اس بار آپ نے یہاں صرف چند روز بغرض سیاحت قیام کیا تھا۔ پھر ۷۷۴ھ میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر،

آپ نے اپنے عزیزوں میں سے سید حسین سمنانی، اور سید تاج الدین سمنانی کو یہاں بھیجا تھا۔ ۷۷۴ھ میں وہ خود ایک بڑے کنبے کے ہمراہ تشریف لے آئے تھے۔

یہاں پہنچ کر آپ نے سلطان قطب الدین کو اپنی خصوصی توجہ کا مرکز بنایا اور اسے پند و موعظت اور ارشاد و تلقین سے شریعت اسلامیہ کے مزاج سے روشناس کرایا۔ سلطان، عدم واقفیت کی بنا پر دو سگی بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں لائے ہوئے تھا۔ آپ کی فہمائش پر اس نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ کافرانہ لباس ترک کر کے مسلمانوں کا لباس پہننے لگا۔ آپ نے اپنے رفقاء کو بھی خصوصی ہدایت فرمائی کہ وہ سلطان کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ بادشاہ کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ آپ نے کشمیر کے عوام میں بھی اسلام کی حقیقی روح کو بیدار کیا اور اس علاقے میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی ذات، علم و معرفت، رموز و حکمت، احسان و سلوک کا وہ سرچشمہ تھی، جس سے ہزاروں تشنگان معرفت فیض یاب ہوئے۔

آپ کا فلسفہ فعال اور حرکی ہے۔ آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ حکمرانوں اور رعایا کے باہمی حقوق و فرائض پر بحث کی ہے۔ سلطان قطب الدین کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں کہ آخرت میں بادشاہوں سے اولین سوال، عدل و انصاف کے بارے میں ہوگا۔ آپ کے بقول کاروبار دنیا تو سہل ہے لیکن کار آخرت حد درجہ مشکل و دشوار۔ حاکم وقت پر لازم ہے کہ وہ رعایا کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضوں اور مضرات سے آگاہ کرتا رہے۔

اس دور کے فرمانروا، سلطان قطب الدین نے آپ سے کسب فیض کر کے اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگ لیا تھا۔ حضرت سید علی ہمدانی اس پر خصوصی لطف و شفقت فرماتے تھے۔ اور آپ نے اسے اپنی کلاہ بھی عنایت فرمائی تھی۔ سلطان نے اس کو اپنے لئے باعث برکت سمجھ کر اس کلاہ کو اپنے تاج کی زینت بنایا تھا۔ اس خاندان کے فرمانرواؤں میں یہ کلاہ، نسلاً بعد نسل، فتح شاہ (1487 - 1518) کے زمانے تک تاج کی زینت بنی رہی۔ گویا تقریباً ۲۳۲ سال تک یہ کلاہ، اس خاندان میں محفوظ رہی۔ یہاں تک کہ فتح شاہ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ یہ کلاہ اس کے کفن میں رکھ دی جائے۔ چنانچہ یہ، اس کے کفن میں اس کے ساتھ ہی مدفون ہو گئی۔ اس کے دفن ہو جانے کے بعد، شاہ ہمدان نے کسی بزرگ کو خواب میں فرمایا "ان شاہمیروں نے میری ٹوپی دفن کر کے اپنی سلطنت کو بھی دفن کر دیا ہے۔ اب وہ زیادہ دیر تک حکومت نہیں کر سکتے۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۱۵۶۲ء میں "چک خاندان" برسر اقتدار آ گیا۔

شاہ ہمدانؒ کے پکھلی کے حاکموں سے بھی خاصے مراسم تھے۔ طغان شاہ نے شاہ ہمدانؒ سے التماس کی تھی کہ پاکھلی کے علاقہ میں عوام کی دینی و اخلاقی رہنمائی کریں اور انہیں شرعی احکام کی تعلیم دیں۔ اسی نسبت سے، شہر میں اعلان کرا دیا گیا کہ جو کوئی شریعت کے قوانین پر عمل پیرا نہ ہوا، اس سے بازپرس ہو گی۔ مگر اس کے باوجود، بعض فتنہ انگیزوں نے سازش کی اور سید صاحب کو ستایا۔ اس پر جناب سید لکھتے ہیں۔

"یہ صرف عوام کی کارستانی نہیں، بلکہ کسی حاکم اعلیٰ کا در پردہ ہاتھ ہے۔ اگر تم چاہتے، کہ ناحیہ کے لوگ مجھ سے وہی سلوک کریں، جو یزید نے امام حسین علیہ السلام سے کیا تھا، تو کوئی مشکل نہیں۔ یہ جور و جفا میرے لئے باعث سعادت ہے کہ جو کوئی حق گوئی کو اپنا شعار بنا لے، تو لوگ اس سے دشمنی اختیار کر لیتے ہیں۔"

پھر پکھلی کے حاکم، غیاث الدین کے اصرار پر، آپ پکھلی اور اس کے نواحی باشندوں کو وعظ و تبلیغ سے فیض یاب کرنے میں مصروف ہوئے، مگر شرپسند افراد نے یہاں بھی آپ کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا۔ مذکورہ حاکم، حسب وعدہ آپ کو صحیح معنوں میں آرام و سکون نہ پہنچا سکا۔ نہ ہی حفاظتی اقدام کر سکا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ایک خط میں غیاث الدین کو لکھتے ہیں۔

"اے عزیز! تو نے اپنے آپ کو اس حالت میں ڈال دیا کہ آسمان والے تجھ پر نوحہ کرتے ہیں اور زمین والے تیری کارکردگی پر متاسف ہیں۔ تو نے تمام اہل بدعت و ضلالت کو خوش کیا ہے اور اہل اللہ میں سے ہر ایک کو محزون و مخذول کیا ہے۔"

آپ نے پکھلی کے حاکم، علی الدین کو بھی لکھا کہ دنیا عارضی اور فانی ہے۔ اس کی بہار، گل و ریحان کی مانند ہے، جو چند دنوں کے بعد پژمردہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے حکومت اس طرح کرنی چاہیے، کہ یہ ابدی سعادتوں کا وسیلہ بن جائے۔ حکومت و سرداری کی نعمت کی سپاس گزاری یہ ہے کہ عوام سے عدل و انصاف کیا جائے۔

(جاری ہے)

SHAH SAYYED MUHAMMAD NURBAKHSH QAHISTANI

(Continued)

Sajjad Hussain, M.Sc.,
AJK University, Muzaffarabad.

NURBAKHSH'S EFFORT FOR THE CAUSE OF PAN-ISLAMISM

Nurbakhsh was one of the most distinguished Sufis and spiritualists, poets, and philosophers who not only adorned the pages of Persian literature but also established a unique society full of peace and humanity. Both his movement for the cause of Pan-Islamism and his works show a remarkable degree of religious moderation in Islam.His chief aim of life was to unite the Muslim Ummah of the world. For this purpose he wrote numerous books on various subjects. His works are the living proof of his exalted mission. His works, especially Al-fiqh-al-Ahwat and Kitab-al-Aitiqadia are the sincere attempt to bridge the gap among the Muslim sects. According to the scholars and researchers these books have really minimised the differences among the Muslim sects in general and between Sunnism and Shiism in particular. But unfortunately most of the religious leaders from different Islamic sects mistakenly or knowingly attributed the mission to anti-Shiism or anti-Sunnism.That is why they have given wrong information about Nurbakhsh, his mission and the Nurbakhshis,the followers of his doctrine. Most of them have mistakenly concluded that Nurbakhsh claimed himself to be Mehdi- the twelfth Isnaashri Imam. But it is no secret for the sophisticated scholars, researchers and even the readers that Nurbakhsh never made such a claim. His works are the strong proof in this connection which contain much detail about Imam Mehdi. But it is sorry state of our historians who are not sincere enough in stating the facts and realities. This suicidal treatment have undermined the credibility and the standard of historical knowledge of these historians.No matter what a person's beliefs may be, it is by no means justifiable to pen wrong information which contradict the historical facts and clear cut documentary evidences. Only the information based on true and primary sources are reliable. About Nurbakhsh we can categorise the historians into three groups. According to the first group, Nurbakhsh was a preacher of Sunni Islam and the second group says that he was a Shii Islami Scholar. But the third group is of the opinion that Nurbakhsh was neither a Sunni Scholar nor Shii Scholar but was a saint of a distinct Sufi order called Kubravia which was divided into two suborders namely Nurbakhshia Sufi order and Dhabia Sufi order. In this connection, Mr. O.S Margalith (in his book Persian Mysticism) writes:-

> "Al-Khattlani appointed Muhammad Nurbaksh as his successor, also designating him as the Mehdi the restorer of all good. The majority of the Kubrawis accepted Nurbakash's leadership as their Quitb or Khalipha and become to be known as the Nurbakhshiyya while a minority supported a certain Shieykh Abd-Allah Brazishabadi Mashhadi and the later became designated as the Dhahabiya."

It is clear from the above extraction that Nurbakhshiya sufi order was known as Kubravia sufi order before the appointment of Nurbakhsh as Khalifa by Ishaq Al-Khutlani himself a Khalifa of the Kubravia Sufi order who was appointed by Amir Kabir Sayyed Ali Hammadani. Amir Kabir is the first preacher of Islam who brought Islam to Kashmir and Baltistan.

("To be continued")

(گزشتہ سے پیوستہ)

دیارِ امیر کبیرؒ میں (سفر نامہ ختلان)

میر عبدالعزیز مدیر "انصاف" راولپنڈی

دوسرے دن یعنی ۴ ستمبر کو شاہ ہمدان کانفرنس کا باقاعدہ افتتاح صدر تاجکستان جناب امام علی شریفوچ رحمانوف نے کیا سات ملکوں کے چیف ڈیلی گیٹوں نے بھی خطاب کیا۔ پاکستان یعنی ہمارے وفد کی طرف سے یہ فریضہ احمد حسن وانی نے انجام دیا۔ انہوں نے فی البدیہہ انگریزی تقریر کی۔ جس کا ترجمہ سنایا گیا

ایران افغانستان، فرانس، برطانیہ اور بھارت کی طرف آمدہ مندوبین نے خطاب کیا۔ اور حضرت امیر کبیر کی خدمات جلیلہ کا ذکر کیا۔

اس کے بعد بعض اکابرین کے پیغامات بھی سنائے گئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ امسال ستمبر کی تاریخیں اس لئے شاہ ہمدان کی ۶۸۱ویں سالگرہ جس کو یہ لوگ سال گرد کہتے ہیں کے لئے مقرر کی گئیں تھیں کہ ۸، ۹ ستمبر کو ان کا یوم آزادی بھی ہے۔

۱۹۹۳ء میں مجھے بھی اس سال گرد میں شمولیت کے لئے خصوصی طور پر دعوت ملی تھی لیکن اس وقت میرا پاسپورٹ اسی طرح ختم ہو چکا تھا جس طرح خواجہ غلام دین وانی کا ۱۹۹۴ء میں ختم تھا۔ میں نے یکم ستمبر ۱۹۹۳ء کو نیا پاسپورٹ حاصل تو کر لیا تھا لیکن جہازوں کی آمد و رفت اور ویزا کے حصول کی مشکلات کی وجہ سے اس وقت شرکت نہ کر سکا۔

ہندوستان کے پاسپورٹ پر ایک صاحب شبیر احمد شاہ ہمدانی آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ کشمیری طالب علم بھی تھے۔ شبیر صاحب نے بھی اس عظیم اجتماع سے بزبان اردو خطاب کیا۔ لنچ کے بعد ورکنگ سیشن ہوا۔

اس میں بعض حضرات نے مقالے پڑھے۔ میں نے اس اجتماع میں تاجکستانی زبان میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی منقبت پڑھی جو دوران سفر قلمبند کی تھی۔

"کلام شما خوب بود"

دوسرے دن تاجیک دوستوں نے میری نظم کا ذکر کیا۔ ایران کا بیس نفری وفد بھی پہنچا تھا۔ ان میں ڈاکٹر شعبانی بھی تھے جو پہلے پاک ایران کلچرل سنٹر اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل تھے۔ اب ایران میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بغلگیر ہو کر کہا کہ "کلام شما خوب بود"

ایرانی وفد ہماری نسبت زیادہ منظم اور مستعد تھا۔ وہ لوگ اکٹھے آئے اکٹھے رہے۔ اکٹھے پھرتے رہے۔

ہمارے وفد کے دو حصے ہو گئے۔ اور اجتماعی تیاری کوئی نہیں تھی۔ ایران والوں نے کوئی قسم کے بیج اور کتابیں تیار کی تھیں۔ ایک اچھا سا بیگ بھی تھا۔ جو تاجکستان والوں یعنی میزبانوں کے عطا کردہ بیگ سے بدرجہا بیش قیمت تھا۔ وہ انہوں نے اپنے ممبروں کے علاوہ دوسرے مدعوئین کو بھی تقسیم کئے۔ ہم لوگ بھی یہی BADGE لگا کر پھرتے رہے۔ ہمارے دونوں وفود کے پاس اس قسم کی کوئی چیز یا کتاب وفود میں تقسیم کرنے کے لئے نہیں تھی۔

البتہ گزشتہ سال جب ہم لوگ وہاں گئے تھے تو پانچ ہزار ڈالر کا ڈرافٹ وزیر اعظم آزاد کشمیر کی طرف سے ان کو شاہ ہمدان کانفرنس کے لئے دیا تھا۔ اب کی بار ہمارے ایک معزز رکن سید افضل شاہ ہمدانی آف رحیم یار خان نے زیارت شاہ ہمدان کے لئے اپنی طرف سے ایک ہزار ڈالر دیئے۔ وزیر تعلیم پاکستان جناب سید خورشید احمد شاہ نے ایک ہزار ڈالر دیئے۔

اب مزید کارروائی یعنی کانفرنس کی زیادہ کارروائی کولاب میں ہونا تھی۔ جو دوشنبہ سے کوئی چار گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ اور جانا بھی بسوں میں تھا۔ تاکہ علاقہ کو بھی دیکھا جا سکے۔ اور حضرت امیر کبیر رحمت اللہ علیہ اور یوم آزادی تاجکستان کے سلسلے میں لوگوں کے جوش و خروش کو بھی دیکھا جا سکے۔ ۱۹۹۳ء میں بھی ہم ویگن کے ذریعے دوشنبہ سے کولاب گئے تھے۔ لیکن اس وقت ہم صرف دو آدمی تھے۔ یا ہمارے میزبان اب جو یہ کاروان چار بڑی بسوں میں روانہ ہوا تو یہ شہر اور قریہ جو راستے میں آیا وہاں اور ہی سماں تھا۔ لوگ سڑک کے دونوں طرف کھڑے ہوتے تھے۔ اور استقبالی نعرے لگاتے تھے۔ جگہ جگہ حضرت امیر

کبیر کے فوٹو آویزاں تھے صدر تاجکستان کی شبیہ بھی نمایاں ہوتی تھی اور روسی رسم الخط اور بعض جگہ فارسی رسم الخط میں بھی ماٹوز لکھے تھے۔

ایک مرکزی مقام موصوف یہ ڈانگرہ میں لنچ کا انتظام تھا لنچ کیا تھا بڑی پرتکلف دعوت تھی اور انبساط اور جوش جذبے کے مظاہرے الگ تھے۔

یہاں ہم نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ کشمیر کی طرح یہاں بھی وضو کو طہارت کہا جاتا ہے جب ہم نے کہا کہ وضو کرنا ہے تو انہوں نے کہا کہ طہارت ۔حالانکہ وضو اور طہارت دونوں عربی لفظ ہیں لیکن کشمیر میں تاجکستان کی طرح زیادہ تر طہارت کا بھی لفظ استعمال ہوتا ہے جن لوگوں نے نماز پڑھنی تھی پڑھی ۔اس کے بعد یہ کاروان شاہ ہمدانؒ کے شہر کولاب کی طرف روانہ ہوا۔ شہر سے باہر ہی ایک ہجوم جمع تھا۔اور مہمانوں کی آمد آزادی کی خوشی اور حضرت شاہ ہمدان کی عظمت کے نعرے لگا رہا تھا۔بڑی مشکلوں سے ہم لوگ مہمان خانہ یعنی ہوٹل پہنچ اور وہاں اپنے اپنے کمروں میں متمکن ہو گئے۔آج یہ ستمبر کی ۵ تاریخ تھی ۔۶ ستمبر کو ایک وسیع ہال میں حضرت شاہ ہمدان کے بارے میں تقریب شروع ہوئی جس میں صدر تاجکستان نے بھی شرکت کی۔ اس میں مختلف ممالک کے وفود کے قائدین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا پاکستان کی طرف سے اس میں سید خورشید احمد شاہ وزیر تعلیم نے شرکت کی ۔انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت سید علی ہمدانی کے حوالے سے وسط ایشیا اور پاکستان کے روابط اور تعلقات کا ذکر کیا ۔اور کشمیر کے بارے میں کہا کہ وہاں کے لوگوں کو حضرت شاہ ہمدان نے مسلمان بنایا تھا۔لیکن اب انہی لوگوں کو آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے۔انہوں نے توقع ظاہر کی کہ وسط ایشیا کے ممالک کشمیریوں کی بھرپور حمایت جاری رکھیں گے شاہ صاحب نے حضرت شاہ ہمدان کے مزار شریف کے لئے ایک ہزار ڈالر کا عطیہ دیا۔اس سے قبل ہم لوگ زیارت شاہ ہمدان کی طرف گئے وہاں مزار پر سادات ہمدانیہ کی طرف سے چادر چڑھائی گئی۔جس میں وزیر تعلیم بھی شریک رہے اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

یہ مقبرہ روایات کے مطابق حضرت شاہ ہمدان کی تدفین کے بعد تعمیر ہوا تھا اور سالہا سال اسی حالت میں رہا۔اس میں شاہ ہمدان کی قبر کے علاوہ مزید قبریں ہیں۔باہر وسیع رقبہ ہے۔جس کے گرد اب چار دیواری کھڑی کر لی گئی ہے اور درخت اور پھول لگائے گئے ہیں ایک کشمیری جس کی قبر بھی ہے جس پر نام نہیں لکھا گیا۔

منتظمین ہمیں مزار کے احاطہ میں ایک جگہ لے گئے جہاں ایک زمین دوز کمرہ جیسا ہے جو زمین کی موجودہ سطح سے دس فٹ نیچے ہے ہمیں بتایا گیا کہ شاہ ہمدان کے اس جگہ منتقل ہونے سے قبل یہاں وسط ایشیا کے ہخامنشی Achamenian خاندان کے دور حکومت میں زرتشتیوں کی عبادت گاہ تھی۔اس عبادت گاہ میں اب برقی بلب کی روشنی تھی۔اس کو ہم نے تاریخی اہمیت کے نقطہ نگاہ سے دیکھا۔کولاب کا شہر صوبہ ختلان میں ہے۔اس وقت اس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے اب سے چھ سو سال قبل یہ بڑا سا گاؤں ہو گا اسی وجہ سے کشمیر میں جب حضرت امیر کبیر کا ذکر آتا ہے تو ختلان کا ذکر آتا ہے نہ کہ کولاب شہر کا۔ حضرت شیخ یعقوب صرفی نے "یا رسول اللہ" کے عنوان سے جو نظم اس وقت لکھی جب کشمیر میں یوسف شاہ چک نے ظلم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔کہا تھا

یا بہ ختلان روم بہ خدمت پیر

(یا میں اپنے پیر (علی ہمدانی) کی خدمت میں ختلان جاؤں گا فریاد کرنے کے لئے) زیارت سے مشرف ہونے کے بعد وہ تقریب منعقد ہوئی جس کا ذکر پہلے ہی کر چکا ہوں۔

اس کے بعد لوگ ہوٹل کی طرف گئے۔اس وقت پاکستانی وفد کے دوسرے اراکین بھی پہنچ گئے تھے۔وزیر تعلیم تو تقریب میں شرکت کے لئے جہاز سے دوشنبہ سے کولاب آئے تھے باقی حضرات گاڑی میں آئے اس لئے دیر سے پہنچے۔ان میں ڈاکٹر غضنفر مہدی بھی تھے اور راجہ ممتاز حسین راٹھور بھی تھے۔ جناب جلیس صدیقی بھی تھے۔

آج شام کو ایک کلچرل شو دکھایا گیا۔تاجکستان میں ایک شاعر محمد غائب تھے۔روایات میں آیا ہے کہ نکوٹ ضلع مانسہرہ میں جب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کا انتقال ہوا تو وہاں یہ تنازعہ پیدا ہوا کہ جسد مبارک کو دفن کہاں کیا جائے۔ والئ پکھلی خضر خان کا اصرار تھا کہ حضرت صاحب ہمارے پیر ہیں اور یہاں ان کی وفات ہوئی ہے لہذا یہاں ہی دفن کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے بادشاہ نے بھی قبر کھدوائی۔

کشمیریوں کا اصرار تھا کہ ہم انہیں کشمیر لے جائیں گے

اور وہاں دفن کریں گے جبکہ ختلان والوں کا اصرار تھا کہ حضرت امیر کبیر کی منشا اور وصیت یہ تھی کہ ان کو ختلان لے جایا جائے۔ اس وقت ان لوگوں میں جو تنازعہ برپا ہوا۔ شاعر محمد غائب نے اس کو شعر اور ڈراما کا جامہ پہنایا ہے اور جوش دکھایا گیا۔ اسمیں اسی تنازعہ کو ہائی لائٹ کیا گیا ہے۔ جب یہ لوگ آپس میں کسی تصفیہ پر رضامند ہونے پر تیار ہوتے ہیں کہ ناگاہ شیطان رجیم بیچ میں کود پڑتا۔ اور پھر جھگڑا شروع ہو جاتا اور شاہ ہمدان کے مرید ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ ایک سین ایسا بھی دکھایا جاتا ہے کہ کتوں کی طرح لڑتے اور ایک دوسرے پر بھونکتے ہیں۔ پاکستان میں ایسا دکھایا جاتا تو سخت احتجاج ہوتا کیف جعفر ختلانی اور بدخشی کی مداخلت سے جھگڑا ختم ہو جاتا ہے اور پھر حضرت امیر کبیر کے جسد مبارک کو ختلان لے جایا جاتا ہے۔ اس ناٹک کے دوران ہمارے بہت سے ساتھیوں کو پتہ نہ لگ سکا کہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر میں میں نے ان کو بتایا کہ یہ کیا کہانی ہے۔ مجھے اس لئے بھی اس کا علم تھا کہ گزشتہ سال محمد غائب شاعر مجھے ختلان میں ملے تھے۔ اور نظم کا بیشتر حصہ سنا بھی چکے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ نظم آپ کو پاکستان بھیجوں گا۔ اس وہاں کتابی صورت میں شائع کرا دیں۔

اور چند ماہ قبل واقعی محمد غائب کا یہ مسودہ میرے پاس پاکستان دفتر خارجہ کے ذریعے موصول ہوا۔ لیکن اس قسم کی کتاب کو کوئی پبلشر شائع کرنے پر آمادہ ہوتا تو بات آگے بڑھ سکتی ہے اب جو حالیہ دورہ میں غائب صاحب ملے تو ان کو میں نے بتایا کہ ان کا مسودہ میرے پاس ہے۔ کسی نے اسے پرنٹ کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو کرا دوں گا۔

دوسرے دن یعنی ۷ ستمبر کو شاہ ہمدان کانفرنس کے شرکاء کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا بعض حضرات نے اپنے مقالات کولاب یونیورسٹی دانش گاہ میں پڑھنے تھے۔ اور بعض نے ایک اور ادارہ میں نوواردین میں سے ڈاکٹر غضنفر مہدی ہمارے گروپ میں شامل ہوئے۔ اور راجہ ممتاز حسین راٹھور جنہوں نے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کا پیغام سنایا تھا۔ دوسرے گروپ میں گئے اور وہاں پیغام سنا دیا۔ یہ پیغام افتتاحی اجلاس کے لئے تھا اور مناسب تھا کہ اسے اس جنرل اجلاس میں سنایا جاتا جس میں صدر تاجکستان اور دوسرے ملکوں کے سفیر اور نمائندے شامل تھے۔ لیکن راٹھور صاحب پہنچے ہی دیر سے اس لئے وزیر اعظم پاکستان کا پیغام ورکنگ سیشن میں اور وہ بھی ایک گروپ میں سنایا گیا۔ جس کی وجہ سے اس کی مناسبت پبلسٹی نہیں ہوئی۔ لیکن اس میں راٹھور صاحب کا قصور نہیں۔

اول تو آزاد کشمیر اور پاکستان کی سطح پر مناسب اور بروقت تیاری نہیں کی گئی شاہ ہمدان ایسوسی ایشن اس سلسلے میں کئی ماہ سے اے کے کونسل اور آزاد کشمیر کے وزیر اعظم کی [illegible] کرتی رہی۔ لیکن وہاں قدم قدم پر تاخیر ہوتی رہی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے بیس رکنی وفد کی دو قسطیں ہو گئیں۔ اور جب دوسرا وفد دوشنبہ پہنچا تو یہ بھی دو قسطوں میں دوشنبہ سے کولاب پہنچا۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولا برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

دوسرے ورکنگ گروپ میں کیا کارروائی ہوئی اس کا مجھے کوئی علم نہیں البتہ راٹھور صاحب سے اور ڈاکٹر ریاض احمد سے معلوم ہوا کہ وہاں وزیر اعظم کا پیغام پڑھا گیا اور ڈاکٹر ریاض احمد نے مقالہ پڑھا۔ ڈاکٹر ریاض احمد کا مقالہ تو میں پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔ اور پیغام کا بھی پہلے ہی علم تھا۔ جس ورکنگ سیشن میں میرا مقالہ تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل حضرات نے مقالات تقریریں نظمیں پڑھیں۔

۱۔ پروفیسر اے مختار روف (تاجکستان)
۲۔ ڈاکٹر غضنفر مہدی (انہوں نے فی البدیہ اردو میں تقریر کی جس کا ترجمہ میں نے تاجیک میں کر دیا۔)
۳۔ میر عبدالعزیز میر امقالہ تاجیک زبان میں تھا۔ اس کا عنوان فلسفہ اقتصادی و سیاسی میر سید علی ہمدانی تھا۔ اس کے علاوہ میں نے فارسی میں ایک اور منقبت بحضور شاہ ہمدان پڑھی۔
۴۔ پروفیسر رجبو عسکر (دوشنبہ)
۵۔ پروفیسر شیر آغا (افغانستان)
۶۔ ڈاکٹر انجم رحمانی (منظوم سلام بحضور شاہ ہمدان بزبان فارسی

۷۔ پروفیسر طائیوف (دوشنبہ)
۸۔ ڈاکٹر حمیدوف (دوشنبہ)
۹۔ محمد عزیزی کولاب

(جاری ہے)

فضائل رجب المرجب

سید نواز حسین عسکری ایم اے، بی ایڈ

رجب ترجیب سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے تعظیم کرنا۔ اسے الاصب بھی کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے تیز بہاؤ۔ اس لئے کہ اس ماہ مبارک میں توبہ کی دولت سے مالا مال ہونے والوں پر رحمت خداوندی کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے۔ اور عبادت گزاروں پر انوار قبولیت کا فیضان ہوتا ہے۔ اس بناء پر اسے اصم بھی کہتے ہیں چونکہ اس شہر سکون میں جنگ و قتال کی صدا نہیں سنی جاتی۔ اسے رجب بھی کہتے ہیں۔ رجب جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اس کا پانی اس کا مقدر ہو گا جو اس ماہ سعید میں روزہ رکھے گا۔

محسن انسانیت، غمخوار امت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

صوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ رجب میں تین حروف ہیں را، جیم، اور با (ر، ج، ب) را سے مراد خدا کی رحمت ہے، جیم سے مراد بندے کا جرم ہے اور با سے مراد خدا کی بر یعنی بھلائی مراد ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی کے درمیان کر دو۔

ماہ رجب کی پہلی شب جمعہ (جو لیلۃ الرغائب کہلاتی ہے) کو مغرب اور عشاء کے درمیان چھ سلام کے ساتھ بارہ رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر سہ بار اور سورۃ الاخلاص بارہ بار پڑھیں نیت یوں ہے۔ اصلی صلواۃ لیلۃ الرغائب رکعین قربۃ الی اللہ۔ نماز پوری کرنے کے بعد قعدہ میں ستر بار درود پڑھیں۔ اللھم صل علی محمد ن النبی الامی والہ وسلم۔ پھر سجدہ میں جا کر ستر باریوں تسبیح پڑھیں۔ سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر قعدہ میں ستر باریوں دعا پڑھیں۔ رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الکرم۔ دوبارہ پھر سجدہ میں جا کر وہی سابق تسبیح ستر بار پڑھیں۔

اس کی نماز کی درست انجام دہی کرنے والا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے گا۔ اس طرح لیلۃ القدر الرغائب کے اہتمام میں روزہ رکھنے والوں کے لئے یوں نوید ہے روایت ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ میں جب رات دو تہائی کٹ جاتی ہے تو ہر فرشتہ رجب کے روزہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ختم الرسل مولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ماہ حرام میں تین روزے رکھے تو سو سال کی عبادت اس کے حصے میں آئی۔

فرمان مصطفیٰ ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے جس نے رجب کا ایک روزہ رکھا اس نے اپنے لئے رضائے الہی کو واجب کر لیا۔

خدائے کریم و رحیم نے اشہر الحرم (چار مہینے) کو زینت بخشی ہے (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) ان میں سے تین ملے ہوئے ہیں اور ایک تنہا ہے وہ ہے رجب۔

حکایت

بیت المقدس میں ایک عورت دن میں چار ہزار مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھا کرتی تھی اور رجب میں اونی لباس زیب تن فرماتی وہ بیمار ہوئی تو اس نے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے ساتھ میرا اونی لباس دفن کر دینا۔ جب وہ انتقال کر گئی تو بیٹے نے بہترین کفن کے ساتھ دفن کیا۔ اس کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی والدہ کہہ رہی ہیں۔ میں تجھ سے سخت ناراض ہوں کیونکہ تو نے میری وصیت پر عمل

نہیں کیا۔ بیٹے کو ماں کے الفاظ کا خیال آیا۔ تو وہ لباس اوڑھ لے کر گیا اور قبر کھودی ۔ تو اس میں ماں کی میت نہ تھی۔ اس نے آواز سنی جس نے رجب میں ہماری عبادت کی ہم اسے تنہا نہیں چھوڑتے ۔

اس ماہ مبارک کی ایک خاصیت یہ ہے کہ امام الاولیاء شہنشاہ تصوف حضرت علی علیہ السلام بن ابی طالب کی ولادت باسعادت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے تیسویں سال ۱۳ رجب المرجب بروز جمعہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے اندر ہوئی۔ آپؑ کے والد جناب ابو طالب حضور نبی کریمؐ کے والد جناب عبداللہ کے حقیقی (عینی) بھائی تھے۔ آپ کی والدہ مکرمہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں۔ جب فاطمہ بنت اسد کو مولائے متقیان کا حمل ہوا۔ تو اس کے بعد جب وہ بت کو سجدہ کرنے لگتیں تو نہ کر سکتیں۔ کیونکہ امام الائمہ اپنا پائے مبارک ان کے پیٹ پر رکھ دیتے۔ اور اپنی پیٹھ ان کی پیٹھ سے ملا دیتے اور ان کو سجدہ سے روک دیتے۔

یہی وجہ ہے کہ جب آدم الاولیاء علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی لیا جاتا ہے تو کرم اللہ وجھہ کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرہ انور کو فضیلت بخشی کہ انہوں نے اپنی ماں کے پیٹ میں بھی بت کو سجدہ نہ کیا اور نہ بچپن کے دنوں میں۔

علی علیہ السلام کے فضائل کا حصر و احاطہ کون کر سکتا ہے۔ علی وہ ہیں جن کی ولادت خدا کے گھر میں ہوئی اور شہادت بھی خدا کے گھر میں ہوئی ۔

کسے را میسر نہ شد این سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

علی وہ ہے جن کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ النظر الی وجہ علی عبادۃ (صواعق محرقہ ص ۱۲۳) علی وہ ہے جن کو محسن انسانیت نے اپنا بھائی کہا۔ انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (ترمذی ۱۷۲) علی وہ ہیں جن کو رسول کریمؐ نے دنیا و آخرت کا سردار کہا۔ انت سید فی الدنیا والاخرۃ (المستدرک ص ۱۲۸)

ماہ رجب المرجب کی ستائیس تاریخ کی رات حضور نبی کریمؐ کو معراج کی فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا۔

غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ معراج کے بارے میں اپنی شہرہ آفاق کتاب اصول اعتقادیہ میں رقمطراز ہیں۔

ویجب ان تعتقد ان نبینا ترقی علی المعراج و عبر علی السموت بجسد یلیق بالعروج و ھو جسد مکتب لطیف خفیف وبولوجہ مع فتح ابواب السموت لا یلزم الخرق والالتیام۔

اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور آپ نے عالم بالا کو عروج فرمانے کے لائق و مناسب جسم کے ساتھ (جو کہ ایک انتہائی خفیف لطیف اکتسابی جسم ہے) آسمانوں کو عبور فرمایا معراج پر آپ کا تشریف لے جانا آسمانوں کے دروازوں کے کھولے جانے کے ساتھ ساتھ ہوا ہے۔ اس سے خرق (پھٹن) اور التیام (ملاپ) کا مسئلہ لازم نہیں آتا (جو کہ کرہ ہائے افلاک کی ساخت کے منافی ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ختم الرسل مولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ستائیس رجب کو روزہ رکھا اس کے لئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

آخر میں خدا سے دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو ماہ رجب کے فیوض برکات سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا کریں۔ آمین بجاہ سید المرسلین

بقیہ قارئین کے خطوط

ادارہ نوائے صوفیہ کی پہلی سالگرہ پر ہم سب فوجیوں کی طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمادیں ۔ آپ اپنی مالی مشکلات کے باوجود اس عظیم مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ یہ رسالہ تحقیقی مضامین شائع کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں فقہی مسائل، تفکر و تذکر جیسے مضامین انتہائی معیاری ہیں۔ رستم علی انجم صاحب سے التماس ہے کہ اپنا مضمون جاری رکھیں۔ جس کی شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ (کلرک علی محمد گلزار این ایل آئی بونجی)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر اسلام آباد

اس عنوان کے تحت ادارے کے نام بھیجے گئے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے میں جن سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ اگر کسی شخص کی آمدنی اس کے پورے کنبے کے ایک سال کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوتی ہو تو اس کو زکواۃ الفطر ادا کرنا چاہیئے یا نہیں؟

سوال نمبر ۲۔ اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر اعتکاف کا عمل اپنانا کیسا ہے؟

سوال نمبر ۳۔ اعتکاف کے دوران اگر کوئی معتکف فرد بیمار پڑ جائے تو دیگر معتکف حضرات کو کیا کرنا چاہیئے۔

(سائل محمد یوسف چھوہی)

جواب ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایسے شخص پر زکواۃ الفطر واجب تو نہیں ہے۔ اگر وہ زکواۃ الفطر کی ادائیگی کا خواہاں ہو تو اس کے لئے یہ کام مسنون قرار پاتا ہے۔ اسے ثواب ملے گا۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرکاری ملازم کے لئے اپنی ڈیوٹی پر جانا قومی خدمت ہے۔ اعتکاف کا عمل اپنانا نجی معاملہ ٹھہرتا ہے۔ لہذا ایسے ملازمین کے لئے چھٹی کے ایام میں اعتکاف کا عمل اپنانا چاہیئے۔ بصورت دیگر نجی کام کو قومی کام پر ترجیح دینا لازم آتا ہے۔ جو درست قرار نہیں پاتا ہے۔ اگر اس عمل کے لئے چھٹی لی جائے تو بھی یہ کراہت کا حامل قرار پائے گا۔

جواب ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوران اعتکاف کسی کا بیمار پڑ جانا اس کی طرف کاہلی کے مظاہرے کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیونکہ اعتکاف کا عمل بجائے خود ایک شفا بخش روحانی علاج ہے۔ بیمار شخص اعتکاف اپنانے پر صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اگر بد قسمتی سے اعتکاف ہی کے دوران کوئی مریض بن جائے تو دیگر معتکف حضرات سورۃ فاتحہ کا ورد کرتے ہوئے اس بیمار فرد کو دم کریں۔ اگر روحانی علاج کارگر ثابت نہ ہو تو اس کو طبی امداد کی خاطر باہر لے جانا چاہیئے۔ کیونکہ جان بچانے کی ظاہری کوشش انسان کے لئے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ "جان ہے تو جہان ہے" والی مثال کے مطابق تندرستی ہو تو ہر نیک عمل بخوبی انجام دیا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ محمد یوسف صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

سوال نمبر ۴۔ اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد بخوبی پتہ چل جائے کہ وضو کا پانی ناپاک تھا تو کیا کرنا چاہیئے۔

سائل اعجاز حسین

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر کہیں ایسا واقعہ ہو جائے تو ناپاک پانی کی وجہ سے اس کا بدن بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ کپڑے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ لہذا ایسا شخص نہانے کی صورت میں اپنے بدن کو بھی پاک کرے گا اور دھونے کی صورت میں اپنے کپڑے بھی پاک کرے گا۔ ایسا کرنا اس پر واجب ٹھہرتا ہے۔ وہ شخص پھر پاک پانی سے وضو کرے گا اور نماز کو دوبارہ ادا کرے گا۔ اگر نماز کا وقت گزر چکا ہو یعنی بالکل فوت ہو گئی تو اس نماز کی قضا بجا لانا واجب ٹھہرے گا۔ توقع ہے کہ اعجاز حسین صاحب اپنے سوال کے جواب کو تسلی بخش پائیں گے۔

سوال نمبر ۵۔ یونٹ سے حج کے لئے میرے نام کا قرعہ نکلا ہے۔ کیا میں سرکاری خرچے پر حج کو جا سکتا ہوں اور کیا میرا حج قبول ہو گا۔

سائل ایم عبدالرحیم

جواب نمبر ۵ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج کے لئے آپ کے نام کا قرعہ نکلا ہو تو یہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ بڑے اطمینان کے ساتھ سرکاری خرچ پر حج کو جا سکتے ہیں۔ آپ کے حج کا قبول ہونا یا نہ ہونا احکام حج کی بجاآوری پر منحصر ہے۔ اگر مناسک حج کی بجاآوری بالکل درست ہو اور کوئی عمل تشنہ تکمیل نہ رہا تو قبولیت حج کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ اگر مناسک حج کی بجاآوری میں خلل واقع ہو گیا ہو اور کوئی عمل تشنہ تکمیل رہ گیا تو اس کا حج ناقص ٹھہرے گا۔ قبولیت کی امید اس صورت میں نہیں رکھی جا سکے گی۔

امید ہے کہ محترم ایم عبدالرحیم صاحب اپنے سوال کے جواب سے اطمینان ہو گا۔

سوال نمبر ۶ ۔ کیا پیش امام کی غیبت کرنے والا اسی غیبت زدہ امام کا مقتدی بن سکتا ہے۔

سوال کنندگان (۱) محمد اسحاق کھوکھر (۲) ضامن علی ضیاء (۳) عنایت علی (۴) شیر علی (۵) ناصر حسین محمود آباد کراچی ۔

جواب نمبر ۶ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازروئے قرآن و حدیث کسی بھی مسلمان کی غیبت کرنا بجائے خود ایک عظیم گناہ ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے پیش امام کی غیبت کرتا ہو تو اس کو اس قابل مذمت رویہ سے تائب ہونا چاہئے۔ پیش امام ہر مقتدی کا ایک نہایت معتبر امین فرد کی حیثیت کا حامل نہیں ہو گا۔ اگر غیبت کرنے والے کا ضمیر گوارا نہ کرتا ہو تو یہ اس کا پرائیویٹ مسئلہ ہے تاہم اس کے مقتدی بننے کا جواز متاثر نہیں ہو گا۔ امید ہے کہ محمود آباد میں رہائش پذیر سوال کنندگان اس جواب سے سکھ کا سانس لے سکیں گے۔

بقیہ قارئین کے خطوط

میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ۔ مضامین اچھے ہیں لیکن انہیں مزید معیاری بنانے کی ضرورت ہے۔
(تسنیم رضا الرضا جنرل سٹور خپلو)

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں ۔ براہ کرم رسالہ ارسال کریں ۔ اللہ پاک اس رسالے کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔
(محمد شریف دلشاد براہ)

بقیہ از [illegible]

بالماء کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اقاقبں طهارة الصغرى والكبرى و جبت الاستنجاء والاستبراء بالما واعلم ان استعمال المدر والحجر قبل الماء سنة لتخفيف اللوث لا للتنظيف ولا للتطهير

ترجمہ: وضو اور غسل سے پہلے پانی کے ساتھ استنجا اور استبرا کرنا واجب ہے اور جان لے کہ پانی سے پہلے ڈھیلے اور پتھر کا استعمال کرنا سنت ہے ناپاکی کو ہلکا کرنے کے لئے نہ کہ پاکی اور طہارت کے لئے۔

شاہ سید علیہ الرحمۃ نے مذکورہ آیات اور احادیث کے نص صریح کی بنیاد پر استنجا بالماء کو واجب قرار دیا۔ جبکہ دیگر تمام اہل اسلام کے نزدیک بھی بالاتفاق استنجا بالماء سنت ہے۔ اور اسی پر عمل ہے اللہ ہم سب کو بھی ہمیشہ پاک رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بقیہ فہرست مستقل خریداران

472 ۔ حوالدار غلام مہدی حیدری اے ۔ کمپنی 8 ۔ FPU

473 ۔ حوالدار کلرک حاجی محمد علی 7 این ایل ۔ آئی 8 ۔ FPU

474 ۔ غلام مہدی تابانی محمد علی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

475 ۔ ماسٹر غلام محمد ہائی سکول سرمیک

476 ۔ بشیر احمد یولبک سرمیک

477 ۔ محمد انور منظور قیہ ہائر سیکنڈری سکول خپلو

478 ۔ آخوند علی مدرس سرگیب خپلو

479 ۔ حسین علی ولد محمد علی براہ بالا

480 ۔ غلام محمد مدرس سرمو

481 ۔ شجاعت حسین سرمیکی اسلامک آرکیڈ کراچی

482 ۔ محمد اسماعیل پٹرول پمپ خپلو

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بقیہ مستقل خریداروں کی فہرست

397 ۔ عبدالرحیم مجلوی
C/o FPU ۔ 17

398 ۔ سپاہی غلام حسن فرانوی
C/o FPU ۔ 17

399 ۔ نائیک سجاد حسین عباس
C/o FPU ۔ 17

400 ۔ بابو اکبر علی ساجد
C/o FPU ۔ 17

401 ۔ سپاہی کلرک یوسف تھلوی
C/o FPU ۔ 17

402 ۔ شجاعت حسین سرسکی
یونیورسٹی روڈ، کراچی

403 ۔ محمد اسلم
کھرمنگپی واس، شگر

404 ۔ گلزار حسین
چھلہ بانڈی، مظفر آباد

405 ۔ ڈائریکٹر کتب خانہ دعوۃ اکیڈمی
اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

406 ۔ غلام مہدی
سلترو، گانچھے، بلتستان

407 ۔ جامعہ شاہ ہمدان
سکردو بلتستان

408 ۔ محمد یاسین کھرکوی
سکردو بلتستان

409 ۔ مراد علی نوری
ہیڈماسٹر ہائی سکول سرمیک

410 ۔ غلام نبی منذوق
سب انجینئر سکردو

411 ۔ حامد حسن
سرمیک بلتستان

412 ۔ احسان علی
براہ پائین، گانچھے بلتستان

413 ۔ علی موسیٰ
ہورچس، شگر

414 ۔ محمد شریف آرزو
الچوڑی شگر

415 ۔ مولانا روزی صاحب
منڈک سلترو بلتستان

416 ۔ اشرف حسین
چھلہ بانڈی، آزاد کشمیر

417 ۔ صوبیدار غلام رسول
ADAM-JC، بہاولپور

418 ۔ غلام علی جوہر
منظور کالونی، کراچی

419 ۔ منشی نجف علی غورسے
گانچھے بلتستان

420 ۔ نور الامین
براہ بالا بلتستان

421 ۔ امیر علی ممتاز
نارتھ ناظم آباد کراچی

422 ۔ سید حیدر شاہ
نارتھ کراچی ٹاؤن شپ

423 ۔ عابد حسین
گریونگ خپلو

424 ۔ کنسٹیبل غلام مہدی
بالپی، خپلو بلتستان

425 ۔ سید مہدی شاہ
سول ہسپتال، شگر بلتستان

426 ۔ غلام محمد (مامو)، وائس چیئرمین
سینکور شگر

427 ۔ ماسٹر عبدالرحیم چھنپہ
شگر بلتستان

428 ۔ بابو فضل الٰہی سول ہسپتال
شگر بلتستان

429 ۔ حوالدار محمد حسین
شگر بلتستان

430 ۔ مولوی محمد علی مدرس
دسکور شگر

431 ۔ حاجی علی دکاندار
ضوایا شگر

432 ۔ ماسٹر نثار حسین
اکبر آباد، شگر (باقی صفحہ نمبر ۳۳)

433 - مولوی فضل علی مدرس
چھورکا شگر

434 - بابو محمد ابراہیم
حبیب بنک، شگر

435 - بابو عبدالحمید
ایگریکلچر آفس خپلو

436 - بابو احسان علی
ایگریکلچر آفس خپلو

437 - غلام رسول مدرس
گربونگ خپلو

438 - پروفیسر صاحبزادہ حسن شاہ
ایف سیون ون، اسلام آباد

439 - محمد حسن شگری
6 این ایل آئی بٹالین، 17 - FPU

440 - مولانا محمد سلیمان ساجد
کورنگی کراچی

441 - محمد حسن دلشاد
کورنگی کراچی

442 - غلام رضا شاہین
کورنگی کراچی

443 - منظور حسین عظمی
کورنگی کراچی

444 - غلام رسول ثاقب
کورنگی کراچی

445 - محمد حسن
کورنگی کراچی

446 - محمد علی
کورنگی کراچی

447 - موسیٰ علی
کورنگی کراچی

448 - نثار حسین
کورنگی کراچی

449 - محمد ابراہیم شوق
کورنگی کراچی

450 - عبدالرحمن
کورنگی کراچی

451 - مراد علی جاوید مدرس
ہائی سکول تھلے بلتستان

452 - محمد علی پوسٹ ماسٹر
تھلے بلتستان

453 - عبدالکریم
صدر صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

454 - محمد ابراہیم
نائب صدر صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

455 - محمد حسن
جنرل سیکرٹری صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

456 - آخوند غلام مہدی
میر واعظ صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

457 - عبداللطیف معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

458 - محمد علی معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

459 - سید مرتضیٰ معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

460 - حسین علی
جوائنٹ سیکرٹری صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

461 - ارشاد حسین براہوی معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

462 - غلام محمد بھاوا معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

463 - ڈاکٹر محمد یوسف معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

464 - ڈاکٹر خورشید عالم میر معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

465 - محمد علی کریمی معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

466 - عبداللہ حاجیوا معرفت
مسجد صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

467 - حسن صاحب
نائب خزانچی صوفیہ نوربخشیہ کوئٹہ

468 - فضل علی مدرس
چھورکا شگر

469 - محمد نذیر مدرس
الچوڑی شگر

470 - سپاہی شکور علی
ہیڈکوارٹر کمپنی 17 - FPU

471 - سپاہی عسکری (باقی صفحہ نمبر ۲۳ پر)
ہیڈکوارٹر کمپنی CAPOQ

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ایچ۔معروفی

رسالہ دہ قاعدہ کے مندرجات پر عمل پیرا ہونا عام مسلمانوں کے بس کی بات نہیں مگر یہی اصول حضرت شاہ ہمدانؒ اور آپ کے پیروکاروں کا معمولِ زندگی تھے

اسلام آباد میں شاہ ہمدانؒ کانفرنس سے وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم کا خطاب

۴ دسمبر ۱۹۹۵ء کو انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے زیر اہتمام ہالیڈے ان اسلام آباد میں سات سو سالہ جشن ولادت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے سلسلے میں شاہ ہمدانؒ کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم نے کی۔ مولانا سید محمود حسن ہمدانی ناظم اعلیٰ دارالعلوم شاہ ہمدان نے تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ شاہ ہمدان انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جنرل میر عبدالعزیز اس جلسے کے سٹیج سیکرٹری تھے۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے معروف سکالر ڈاکٹر غضنفر مہدی نے کہا کہ قیام پاکستان صوفیائے کرام کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج تاجکستان اور وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کے باشندے ہدایت اور رہنمائی کے لئے اہل پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں اور چین میں بھی اہل پاکستان کی قدر و منزلت ہے۔ موجودہ دور میں مختلف اسلامی گروہ تبلیغی مساعی میں مصروف ہیں مگر اس سعی و کوشش کا شاہ ہمدانؒ نے آج سے سات سو سال قبل آغاز کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ شاہ ہمدانؒ کے سات سو سالہ یوم پیدائش کو ایک قومی دن کے طور پر منایا جانا چاہیئے۔

کانفرنس میں ادارہ نوائے صوفیہ کی جانب سے حضرت شاہ ہمدان کی تصنیف کردہ کتابوں کا سٹال لگایا گیا۔ ادارہ نوائے صوفیہ کے سرگرم رکن محمد رضا ضیاء نے وزیر اعظم آزاد کشمیر اور کانفرنس کے مہمانوں کو نوائے صوفیہ اور رسالہ دہ قاعدہ کی کاپیاں پیش کیں جسے مہمان خصوصی نے خوب سراہا۔ وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان منتظمین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس کانفرنس میں شرکت کا موقع فراہم کیا۔ انہوں نے کہا امیر کبیر سید علی ہمدانی اہل تصوف کے نزدیک صوفی اور ولی تھے انہوں نے برصغیر میں دین اسلام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے معتقدین دنیا کے مختلف ممالک میں آباد ہیں۔ آپ کی عظمت کا اظہار علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے منتظمین کی وجہ سے لوگوں میں شاہ ہمدان کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کا جذبہ اور تصوف میں ان کی دلچسپی بڑھ رہی ہیں اس موقع پر انہوں نے شاہ ہمدان پبلیکیشنز کی جانب سے شائع کردہ دہ قاعدہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تصوف کے رموز کو جاننے کے لئے ایسی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ انہوں نے کہا شاہ ہمدان نے یہ کتاب صدیوں پہلے تحریر کی تھی لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ قاعدہ ماضی کے لئے

نہیں حال کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا تصوف بڑی غالب چیز ہے۔ اولیائے کرام اور اہل تصوف سب سے زیادہ کامل سمجھے جاتے ہیں۔ شاہ ہمدان ایک کامل صوفی تھے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے دنیا کا تین بار تبلیغی دورہ کر کے ہزاروں لوگوں کو مسلمان بنایا۔ انہوں نے ایک چیز پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صنعت و حرفت کے جملہ شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور معمار تقدیر امم کا لقب پایا۔ انہوں نے کہا آئندہ انشاء اللہ ہم صدر پاکستان اور وزیر اعظم کو بھی شاہ ہمدان کانفرنس میں مدعو کر کے ان کو بھی رموز تصوف سے آگاہ کریں گے۔ اس موقع پر پروفیسر صاحبزادہ حسن شاہ سابق رجسٹرار قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد نے امیر کبیر سید علی ہمدانی کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

انہوں نے کہا شاہ ہمدان نے احیائے دین کا عزم لے کر دنیا کا تین بار دورہ کر کے ہزاروں افراد کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ آپ کی مقبولیت دیکھ کر امیر تیمور آپ کی مخالفت پر اتر آیا اور آپ کے مشن کو روکنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے مگر آپ نے پروا نہیں کی آپ نے وادی میں اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی اور ادارے قائم کئے جہاں فقہ حدیث منطق اور روحانی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ کشمیر میں خانقاہی نظام رائج کیا گیا خانقاہ کبرویہ، خانقاہ نوربخشیہ، خانقاہ نقشبندیہ، خانقاہ ریشیہ چرار شریف تعلیم و اشاعت دین کے سرچشمے بن گئے۔ ان اداروں سے نکلنے والے طالب علم مبلغ اسلام بنے حضرت نورالدین ولی آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ انہوں نے کہا شیخ احمد سرہندی نے سلسلہ کبرویہ میں بیعت کی اور یہ نعرہ حق بلند کیا کہ حکومت مسلمانوں کی ہونا کافی نہیں بلکہ اسلام کی عمل داری ہونا ضروری ہے۔ ان بزرگوں کی کوششوں کا ثمر ہے کہ کشمیر کے کچھ حصے اور شمالی علاقہ جات کو آزادی نصیب ہوئی پاکستان ان بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور انہیں کی نسبت سے کشمیر نظریہ حکومت اسلامی اور پاکستان کے نصب العین کا گہوارہ ہے۔



نوائے صوفیہ کے سرگرم رکن مولانا محمد رضا ضیاء شاہ ہمدان پبلکیشنز کی جانب سے وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خان کو رسالہ دہ قاعدہ اور ماہنامہ نوائے صوفیہ کا سیٹ پیش کر رہے ہیں۔

اظہار تشویش

بذریعہ فدا حسین شارگو نوجوانان اہل نوربخشیہ مقیم
منطقۃ الصناعیہ الجدیدہ متحدہ عرب امارات

ہم متحدہ عرب امارات میں مقیم نوربخشی نوجوان آپ کی خدمت اقدس میں اور تمام نوربخشی عوام کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ ساری دنیا والوں کے آگے یہ فخر کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے ہم نے آنکھ ایسے گھروں میں کھولی جہاں ذکر الہی اور فکر دین کو دنیا کی ہر شے پر حاوی تصور کیا جاتا ہے۔ مگر کچھ عرصے سے اپنے علماء کے آپس کی ناچاقی اور کوتاہیوں کے سبب ہم کس طرف جا رہے ہیں اس بات کا احساس ہمیں تب ہو گا جب ہم کسی گہری کھائی میں گریں گے۔ جناب پیرو جملہ مؤمنین آپ کی توجہ کے لئے عرض ہے کہ ہم متحدہ عرب امارات میں رہنے والے تمام نوربخشی جوانان ہر مہینہ اپنے گھربار اور بال بچوں پر جامعہ نوربخشیہ کراچی کو ترجیح دیتے ہیں چندہ اکٹھا کر کے سالانہ ہزاروں روپیہ جامعہ نوربخشیہ کے لئے بھیجتے رہے مگر اب پتہ چلا ہے کہ چند دانش مندوں نے جامعہ پر اپنی اجارہ داری جتاتے ہوئے کسی سے مشورہ کئے بغیر جامعہ کو ٹرسٹ بنا لیا ہے اور اسے اپنے چند ہمنشینوں کے نام رجسٹرڈ کر چکے ہیں۔ لہذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ بذات خود مداخلت فرما کر اس اٹھنے والے طوفان کو روک لیں ورنہ یہ طوفان آگے اتنی بربادی پھیلائے گا جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

اظہار معذرت

ادارہ نوائے صوفیہ کے کمپیوٹر میں فنی خرابی پیدا ہونے کی وجہ سے شمارہ ۱۵ کی اشاعت میں قدرے تاخیر ہوئی اس سلسلے میں قارئین نوائے صوفیہ کو جو زحمتِ انتظار اٹھانا پڑی، ادارہ اس کے لئے معذرت خواہ ہے۔

(ادارہ)

ادارہ نوائے صوفیہ نے اہل نوربخشیہ کو روایتی غفلت سے نکال کر کمپیوٹر جیسی جدید ٹیکنالوجی سے متعارف کرایا

مشکل کشا رپورٹر نوائے صوفیہ برائے سعودی عربیہ

۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء جمعۃ المبارک بعد الصلوٰۃ ظہر الجمعہ۔ الریاض میں صوفیہ نوربخشیہ کے جوانوں کا ایک پروقار اجتماع ہوا۔ جس کی صدارت انجمن صوفیہ نوربخشیہ کراچی کے سابق خازن الحاج محمد علی کریمی نے کی۔ شرکاء اجلاس نے ادارہ نوائے صوفیہ کی ان کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ جس نے ایک مختصر سے عرصہ میں اہل نوربخشیہ کو روایتی غفلت کے خول سے نکالا ہے۔ اور پتھر کے زمانے سے اٹھا کر سیدھا کمپیوٹر کے دور میں پہنچا دیا ہے۔ یہ امر ہم سب کے لئے باعث صد افتخار ہے نوائے صوفیہ نے اپنی مسلسل اشاعت کا ایک سال مکمل کر لیا ہے۔ احیائے تصوف کے ان جیالوں نے گوناگوں مسائل کے باوجود نہایت ہی ثابت قدمی اور تدبر کے ساتھ اس ادارے کو فعال بنایا ہے۔ اور نوربخشی دنیا کو کمپیوٹر جیسی جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرایا ہے۔ آخر میں صدر اجلاس الحاج محمد علی صاحب کریمی نے نوربخشی عوام سے پرزور اپیل کی کہ وہ سب مل کر اجتماعی ہدف کے حصول کے لئے نوائے صوفیہ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں۔ چونکہ نوربخشیوں میں یہ ایک واحد اور موثر ادارہ ہے جو بلاامتیاز نوربخشی مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہے۔ آخر میں صدر جلسہ نے اعلان کیا کہ وہ نوائے صوفیہ کی ترقی و ترویج کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے لئے مستعد ہیں اور شرکائے اجلاس نے بھی اس ادارے کے لئے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں معراج النبیؐ کی تقریب کا انعقاد

غلام مہدی الکوروی طالبعلم
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

۱۹ دسمبر کو معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں ایک پروقار تقریب سعید مسجد صوفیہ نوربخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت طالب علم مدرسہ شاہ ہمدان جناب جعفر علی شگری نے حاصل کی۔ محمد نسیم رحمانی طالب علم نے نعت رسولؐ پیش کی۔ اس موقع پر غلام حسن غنی چھوربٹ نے معراج کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

طالب علم محمد الیاس نے معراج کے واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

سید مختار حسین موسوی نے کہا کہ ذات محمدیؐ سراپا رحمت ہے۔ جس سے زمین و آسمان اپنی اپنی بساط کے مطابق مستفید ہو رہے ہیں۔ جناب صوفی غلام محمد نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہمیں پانچ وقت کی نمازیں باقاعدگی سے پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔

آخر میں جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے اپنے ایمان افروز خطاب میں فرمایا کہ معراج کے بارے میں ہم پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ آنحضرتؐ کو جسمانی معراج ہوئی تھی۔

کریس میں یوم ولادت حضرتؐ کے موقع پر جلسہ

سیکرٹری نشرواشاعت
تنظیم فدائیان آل رسولؐ

۶ دسمبر ۱۹۹۵ء کو تنظیم فدائیان آل رسولؐ صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان کے زیر اہتمام مسجد نوربخشیہ کریس میں ایک محفل بسلسلہ مولائے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام و سلطان الاولیاء حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ منعقد ہوئی جس میں ممتاز عالم دین مولانا محمد علی عارف نے خطاب کیا۔ انہوں نے حضرت علیؑ کی پاک سیرت و کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی ذات اقدس کو تمام مسلمانان عالم کے لئے قابل عمل نمونہ قرار دیا انہوں نے دوران خطاب امیر کبیر سید علی ہمدانی کے کشمیر اور بلتستان آمد اور تبلیغی مساعی کا بطور خاص ذکر کیا اور تمام مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ شاہ ہمدان کے آفاقی اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا سے ظلم اور فسق و فجور کا خاتمہ کریں۔

ممتاز قصیدہ خوانوں نے حضرت علیؑ کی شان اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے اور شاہ ہمدان کی خدمت عالیہ میں بھی عقیدت کا اظہار بھرپور انداز میں کیا۔

محفل میلاد کے آخر میں پاکستان کے استحکام، سلامتی اور کشمیر کی آزادی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔

این وائی ایف کے مرکزی صدر باقر دارا این وائی ایف ناردرن ایریاز، سیکرٹری جنرل غلام عباس چوپا اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔ اس موقع پر این وائی ایف اسلام آباد کے صدر احمد سلیم مغل جنرل سیکرٹری محمد علی شجاع مرکزی سیکرٹری اطلاعات محمد یعقوب براہوی اور دیگر کارکن موجود ہیں۔

انتقال پر ملال

محترم بوا حسن مدرس ہائی سکول خپلو کی جواں سال بھتیجی سی۔ ایم۔ ایچ۔ راولپنڈی میں دل کے والو کی تبدیلی کے آپریشن کے دوران ۲۲ دسمبر کو انتقال کر گئی۔ ادارہ نوائے صوفیہ محترمہ بوا حسن صاحب اور دیگر لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ)

شگر میں یوم ولادت حضرت علیؑ کے موقع پر جلسہ

۶ دسمبر ۱۹۹۵ء کو خانقاہ معلیٰ گلاب پور شگر میں یوم ولادت حضرت علیؑ مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ سید نواز حسین میر واعظ خانقاہ معلیٰ گلاب پور نے صدارت کی جبکہ مہمان خصوصی علامہ علی محمد ہادی تھے۔ اس موقع پر مقررین نے حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب بیان کئے اور لوگوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا حضرت علیؑ امام الاولیاء ہیں اور نوربخشیوں کو آپ سے خصوصی محبت و الفت ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کو خیرالبشر کہتے ہیں۔ جلسہ کے اختتام پر عالم اسلام کی سربلندی اور آپس میں اتفاق و اتحاد کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔



اکبر جاوید ابدالی
گلاب پور شگر

شگر بلتستان میں شاہ ہمدان کانفرنس

رپورٹ: محمد ابراہیم راہی
ہورچس شگر و غلام حسن سیکرٹری
نشرواشاعت این وائی ایف
حشوپی یونٹ

این وائی ایف حشوپی شگر کے زیر اہتمام امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الر... کا یوم ولادت منایا گیا۔ اس سلسلے میں ۵ دسمبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۲ رجب بروز منگل خانقاہ معلیٰ حشوپی میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جس میں بلتستان بھر کے مایہ ناز علمائے کرام اور سینکڑوں افراد نے شرکت فرما کر این وائی ایف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب صوفی غلام محمد نے سرانجام دیئے۔ جلسے کے صدر سید نواز حسین صاحب تھے اور مہمان خصوصی کے طور پر جناب محمد ابراہیم فیضی کو بلایا گیا تھا۔

آخوند محمد عباس کی تلاوت کلام پاک کے بعد اخوند عبداللہ ہورچس نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔

اس کے بعد مولانا محمد علی عارف کریسی نے آیت کریمہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف ولا ھم یحزنون پر روشنی ڈالنے کے بعد امیر کبیر سید علی ہمدانی کے حالات بیان کئے اور ان کے روحانی مراتب کا بیان کیا۔

سید خلیل اللہ نے امیرالمومنین کی شان میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

مولانا خادم حسین پندوی نے مولا علیؑ کی شان اور رتبہ بیان کیا۔

جناب سید محمد شاہ عراقی نے سید علی ہمدانی کی چند کرامات کا ذکر کیا۔

مولانا مفتی علی محمد ہادی نے شاہ ہمدانؒ کے مبارک اشعار سے لوگوں کو مشرف کیا اور مولائے متقیان حضرت علیؑ کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی۔

اخوند ماسٹر علی کیا ہونگ نے اوراد فتحیہ، دعصریہ اور تسبیحات ہفتہ و روزانہ کی فضیلت سے لوگوں کو آگاہ کیا جو امیر کبیر سید علی ہمدانی کا خاص تحفہ ہیں۔

مہمان خصوصی مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے پرنسپل جناب محمد ابراہیم فیضی نے اتباع رسولؐ اور اتباع علیؑ کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار وہ ہیں جو محمدؐ، علیؑ اور اولیائے کرام کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ بننے کے لئے صرف زبانی دعویٰ کافی نہیں۔

آخر میں الحاج سید نواز حسین صاحب نے خطبہ صدارت ارشاد فرمایا اور دعائے خیر کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جبکہ چند علمائے کرام سے وقت کی تنگی کے پیش نظر معذرت کی گئی۔

جشن مولود کعبہ

محمد عبداللہ
گلشن کبیر کراچی

۱۳ رجب کو انجمن فلاح وبہبود گلشن کبیر ہاؤس کراچی میں یوم ولادت امام اولیاء حضرت علی علیہ السلام انتہائی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر اراکین انجمن کے علاوہ بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر جناب اخون مہدی صابری نے مولائے متقیاں حضرت علیؑ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علیؑ وہ عظمت والا شخص ہے جو پیدا بھی خانہ خدا میں ہوا اور شہادت بھی خانہ خدا میں ہوئی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے" صدر انجمن گلشن کبیر محمد علی صاحب نے بھی مولود کعبہ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم سب کو حضرت علیؑ کے نقش قدم پر چلنے اور شریعت محمدیہؐ پر پابند رہنے کی توفیق دے۔

سکمہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیراہتمام حضرت فاطمہ زہراؑ کے یوم ولادت پر جلسہ

پریس سیکرٹری
سکمہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کراچی

سکمہ سٹوڈنٹس فیڈریشن مقام کراچی کے زیر اہتمام یوم ولادت مبارک خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا منایا گیا اس تقریب سعید میں تمام اہلیان سکمہ نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اس مبارک محفل میں طلباء اور مولوی عبدالعلیم صاحب خطیب جامع مسجد اور جامعہ کے طالب علم سید انور حسین سکساوی نے تقریب کی مناسبت سے اپنی ایمان افروز تقاریر سے اس دن کی اہمیت کو اجاگر کیا اور سامعین کو خصوصاً خواتین کو جناب خاتون جنتؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ اس کے علاوہ جامعہ کے طلباء اور سکمہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے طلباء نے حضرت فاطمہ الزہراؑ کی شان اقدس میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

حضرت علی علیہ السلام اور شاہ ہمدان حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کا یوم ولادت مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا

محمد بشیر آفتاب یونچنگوی
لاہور

۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ لاہور میں ایک پروقار تقریب انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تقریب کی صدارت خطیب جامع مسجد جناب مولانا محمد علی صاحب پندوی نے کی تقریب بسلسلہ یوم ولادت حضرت علیؑ اور مبلغ اسلام حضرت شاہ ہمدانؒ منعقد ہوئی تقریب میں مقامی علمائے کرام اور نوربخشیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا ۔ محمود صاحب نے بارگاہ رسالت میں نعت پیش کی۔ مولانا علی موسیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس مادہ پرستی کے دور میں مسلمانوں کو زوال و پستی سے نکال کر ترقی و عروج کی طرف گامزن کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم آپس کے اختلافات کو پس پشت ڈال کر سیرت علی علیہ السلام کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کریں۔ محمد بشیر آفتاب یونچنگوی نے کہا کہ "اس وقت مسلمانان عالم کو شیطانی قوتیں صفحۂ ہستی سے ملیامیٹ کرنے کے درپے ہیں۔ ایسے میں ہمیں سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی زندگی کے نمونہ عمل کو اپنانا ہوگا۔ محبت رسولؐ اور محبت اہلبیت کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد علی صاحب خطیب جامع مسجد نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی سیرت و کردار اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے سیرت و کردار پر احسن انداز میں روشنی ڈالی ۔ انہوں نے فرمایا" کہ شاہ ہمدانؒ ہمارے محسن ہیں انہوں نے اہل بلتستان اور کشمیر اور

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بسنے والے غیر مسلموں کو دولت ایمانی اور نورایمانی سے منور کیا۔ آپ نے کشمیر، بلتستان سے ۳۷ ہزار افراد کو مشرب بہ اسلام کیا۔ اب ہمیں اپنے مشفق و محسن اور عظیم رہبر کے فرامین کو نہیں بھلانا چاہئے بلکہ ان کا لایا ہوا مشن دنیا کے دوسرے خطوں تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ولادت حضرت علیؑ و حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

انور علی شہزاد تھلوی

۷ دسمبر ۱۹۹۵ء کو گڑھی شاہ لاہور میں بزم انجمن طلباء بلتستان لاہور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ ولادت باسعادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ مہمان خصوصی جناب مولانا محمد عیسیٰ صاحب تھے۔ اس موقع پر طالب علم جاوید علی سالک تھلوی نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان کو واضح طور پر پیش کیا۔

مولانا شاء اللہ صاحب نے حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے حالات زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ بلتستان میں اشاعت اسلام سے قبل یہاں کے لوگ بدھ مت کے پیروکار تھے۔ شاہ ہمدان نے ان علاقوں میں کفر و شرک اور بدھ ازم کا قلع قمع کر کے دین اسلام کا نور روشن کیا وہاں تصوف و طریقت کے راستے خلق خدا کو ملایا۔ دیگر مقررین میں بشیر آفتاب، انور علی، جابر علی تھے۔

مذہبی بنیاد پر بنائے گئے نقشہ شمالی علاقہ جات پر پابندی کا مطالبہ

جی۔ آر۔ ثاقب
سرک کراچی یونٹ

۱۵ دسمبر بروز جمعہ تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرک کراچی یونٹ کا ہنگامی اجلاس معروف کرنی ہال کورنگی میں منعقد ہوا۔ جس میں پروفیسر منظوم علی کے مذہبی بنیاد پر بنائے گئے نقشہ شمالی علاقہ جات میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ کو اثنا عشریہ کی شاخ ظاہر کرنے کی سختی سے مذمت کی گئی۔ اس موقع پر یونٹ کے صدر محمد حسن دلشاد نے اس اہم معاملے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر منظوم علی کا یہ فعل انتہائی شرانگیز ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ

سکردو تحصیل میں سرک شیلا اور شگر بھی شامل ہے جہاں ہزاروں اہل تصوف موجود ہیں اور وہاں نوربخشی آبادی کو صفر دکھا کر اپنے فرقہ کی بالادستی قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یونٹ کے جوائنٹ سیکرٹری غلام رسول ثاقب نے کہا کہ منظوم علی نے اس حربے سے بلتستان میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کی جو مذموم کوشش کی ہے۔ وہ ان کی تعصب پسندی کا بین ثبوت ہے۔

آخر میں اجلاس نے این وائی ایف پر زور دیا کہ وہ ایسے شرپسند عناصر کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ ہم سب مالی، قولی اور جانی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

اطلاع عام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان مرکز نوائے صوفیہ کے توسط سے این وائی ایف کے تمام یونٹوں اور ہر خاص و عام سے اپیل کرتا ہے کہ آئندہ این وائی ایف مرکز سے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان
پوسٹ بکس نمبر 16013
کراچی نمبر 44

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی ایکشن کمیٹی

آج ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء کو صفہ لائبریری میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کراچی اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد اور انجمن محمدیہ اسلام آباد کے اراکین کی مشترکہ میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ کی صدارت مرکزی صدر جناب محمد باقر نے کی۔ اس میٹنگ کا ایجنڈا منظوم علی پروفیسر ڈگری کالج گلگت کے مرتب کردہ نقشہ ناردران ایریاز میں نوربخشی مسلمین اور آبادی کے بارے میں غلط انفارمیشن تھا۔

کراچی سے آئے ہوئے ایکشن کمیٹی کے ممبران کو تمام شرکاء میٹنگ نے خصوصاً نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام اور انجمن محمدیہ نے یقین دلایا کہ وفد کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا جائے گا۔

وفد کے اراکین درج ذیل ہیں۔

۱۔ محمد باقر دارا مرکزی صدر این وائی ایف

۲۔ غلام عباس چوپا سیکرٹری جنرل این وائی ایف ناردرن ایریاز

۳۔ محمد یعقوب مرکزی پریس سیکرٹری



محمد باقر دارا
صدر NYF کراچی



عباس چوپا سیکرٹری جنرل
این وائی ایف ناردرن ایریاز



محمد یعقوب براہوی
سیکرٹری نشرواشاعت
NYF کراچی

این وائی ایف کا وفد ملک گیر دورے پر روانہ ہو گیا

غلام عباس چوپا این وائی ایف سیکرٹری ایکشن کمیٹی

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کی ایکشن کمیٹی کے ممبران مرکزی صدر این وائی ایف پاکستان و چیرمین ایکشن کمیٹی محمد باقر دارا اور دیگر رفقاء غلام عباس چوپا۔ محمد یعقوب براوی اور محمد یحیٰی جو ۲۰ دسمبر ۱۹۹۵ء کو کراچی سے روانہ ہوئے تھے۔ ۲۱ دسمبر کو لاہور پہنچ وہاں ایک دن قیام کے بعد اسلام آباد روانہ ہوئے۔ این وائی ایف اسلام آباد یونٹ اور انجمن محمدیہ کی جانب سے میٹنگ کا اہتمام کیا گیا جس میں محمد باقر دارا مرکزی صدر این وائی ایف پاکستان اسلام آباد یونٹ، گنگچے یونٹ خپلو، انجمن محمدیہ اسلام آباد اور کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ میٹنگ میں تمام شرکاء نے این وائی ایف کے وفد کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

یہ وفد ۲۵ دسمبر کو پی آئی اے کے ذریعے سکردو روانہ ہوا۔ جہاں این وائی ایف سکردو یونٹ کے ساتھ گفت و شنید کے بعد وفد پیر نوربخشیہ سے ملاقات کرے گا اس کے بعد مذکورہ وفد خپلو روانہ ہو گا خپلو میں گنگچے یونٹ کے

ساتھ میٹنگ ہوئی۔ اسی دوران سپریم کونسل کا اجلاس بلایا جائے گا۔ بعد ازاں وفد کے ارکان گلگت کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ گلگت میں حکام بالا کو اپنا اصل موقف پیش کریں گے۔ واپسی پر بلتستان میں تنظیمی دورہ شروع ہو گا این وائی ایف پاکستان کی تمام یونٹوں اور عوام الناس سے عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ وفد کے ساتھ بھرپور تعاون کر کے دینی و ملی یکجہتی کا اظہار کریں۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی پریس کانفرنس

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی ایکشن کمیٹی کی پریس کانفرنس زیرصدارت محمد باقر دارا مرکزی صدر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان منعقد ہوئی ۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی صدر محمد باقر دارا سیکرٹری جنرل این وائی ایف ناردران ایریاز غلام عباس چوپا مرکزی پریس سیکرٹری محمد یعقوب براہوی بیگو غلام مہدی صدر این وائی ایف گلگت احمد سلیم صدر این وائی ایف اسلام آباد محمد علی شجاع صاحب جنرل سیکرٹری اسلام آباد اور اخوند فدا صاحب نائب صدر این وائی ایف اسلام آباد نے اپنے مشترکہ بیان میں ناردرن ایریاز کے جغرافیائی حالات پر مبنی اٹلس کی جسے پروفیسر منظوم علی گلگتی نے شائع کیا ہے۔ بھرپور مذمت کی اور کہا کہ پہلی مرتبہ مختلف مکاتب فکر کے بارے میں مذہبی جائزہ لے کر ناردرن ایریاز میں مذہبی فسادات کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ناردرن ایریاز میں نوربخشی آبادی کو کم دکھا کر اور سید علی طوسی اور سید ناصر طوسی اور حضرت میر عراقی بت شکن جیسے عظیم مبلغین اسلام کو غیر نوربخشی قرار دے کر بلتستان کی تاریخ کے ساتھ بددیانتی کی گئی ہے جس کی ملت نوربخشیہ بھرپور مذمت کرتی ہے۔ اور یہ مطالبہ کرتی ہے کہ پروفیسر منظوم کے شائع کردہ نقشہ / اٹلس کو منسوخ کیا جائے اور ڈائریکٹر ایجوکیشن اپنے جاری کردہ اس حکم کو واپس لے لے جس میں مذکورہ اٹلس کو تمام سرکاری سکولوں میں آویزاں کرنا لازمی قرار دیا ہے بصورت دیگر تمام ترصورتحال کے ذمہ دار متعلقہ حکام ہوں گے۔



NYF پاکستان کے مرکزی صدر محمد باقر دارا اور NYF ناردرن ایریاز کے سیکرٹری جنرل غلام عباس چوپا اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔ اس موقع پر NYF اسلام آباد کے صدر احمد سلیم مغل ، جنرل سیکرٹری محمد علی شجاع ، مرکزی سیکرٹری اطلاعات محمد یعقوب براہوی اور دیگر کارکن موجود ہیں۔

قرارداد مذمت

محمد عبداللہ
سکردو بلتستان

آج ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء کو انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نور بخشیہ (رجسٹرڈ) سکردو کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس کی صدارت صدر انجمن جناب عبداللہ نے کی۔ اجلاس میں مختلف نقطہ نظر، طرز فکر اور خیالات رکھنے والے نام نہاد دانشوروں ادیبوں اور محققین کی طرف سے دانستہ طور پر مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے پیروکاروں کے جذبات مجروح کرنے کے ناپاک، مذموم اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے اہم معاملہ پر تفصیل سے بحث کی گئی۔ خاص طور پر ڈگری کالج گلگت کے پروفیسر جناب منظوم علی کی طرف سے مذہبی بنیاد پر شائع کردہ اٹلس پر غور کیا گیا۔ اس نقشے میں جہاں شمالی علاقہ جات میں فرقہ وارانہ اکائیوں کو زیر بحث لا کر ملک دشمن اور سامراجی نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہاں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی جداگانہ اور منفرد حیثیت کو بگاڑنے اور نقشہ میں آبادی کے تناسب کو کم ظاہر کرنے کی مذموم کوشش بھی کی ہے۔ اجلاس میں محسوس کیا گیا کہ یہ نقشہ نوربخشی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کی ایک سازش کے تحت تیار کیا گیا ہے۔

شمالی علاقہ جات کو مذہبی بنیاد پر تقسیم کرنے کی مذمت

تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ
کریس بلتستان

۱۳ دسمبر ۱۹۹۵ء کو تنظیم فدائیان آل رسولؐ صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان (رجسٹرڈ) کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت صدر تنظیم منعقد ہوا۔

اجلاس میں جناب منظوم علی لیکچرر ایف جی ڈگری کالج گلگت کے تیار کردہ نقشہ (Atlas) سے مسلک نوربخشیہ کے پیروکاروں میں پیدا ہونے والی بے چینی پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اجلاس میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ:

۱۔ "پروفیسر منظوم علی لیکچرر ڈگری کالج گلگت کا تیار کردہ نقشہ (Atlas) حقائق کے برعکس ہے۔ لہذا شمالی علاقہ جات کی انتظامیہ اس نقشے کی فروخت اور آویزاں کرنے پر فوری پابندی عائد کرے۔"

۲۔ مبلغ اسلام حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی بلتستان میں اشاعت اسلام کو خارج کرنا تاریخی حقائق کو پس پشت ڈالنے کے مترادف ہے۔

۳۔ حضرت میر شمس الدین عراقی بت شکنؒ کو بطور شیعہ پیش کرنا حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے۔

۴۔ سلف صالحین سید علی طوسیؒ اور سید ناصر طوسیؒ سے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا قابل مذمت ہے۔

۵۔ نقشہ (Atlas) میں مسلک "صوفیہ نوربخشیہ" کو ایک مخصوص فرقے کی شاخ قرار دینے کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

قرارداد مذمت

سیکرٹری انجمن صوفیہ نوربخشیہ
گلگت

۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں چند اہم امور کو زیر غور لانے کے علاوہ پروفیسر منظوم علی صاحب گلگتی کے تیار کردہ شمالی علاقہ جات کے نقشے پر بھی بحث و تمحیص جاری رہی اس دوران اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ نے ایک قرارداد کی منظوری دی جس کا متن درج ذیل ہے۔

ہم انجمن صوفیہ نوربخشیہ کونوداس گلگت کے جملہ اراکین و فرزندان توحید صوفیہ نوربخشیہ متفقہ طور پر یہ قرارداد پیش کرتے ہیں کہ حال ہی میں گورنمنٹ ڈگری کالج

گلگت کے پروفیسر جناب معصوم علی صاحب جو کہ شعبہ جغرافیہ کے استاد بھی ہیں، نے ناردرن ایریاز کا مذہبی و جغرافیائی تقسیم آبادیات پر مبنی ایک نقشہ (اطلس) تیار کر کے تعلیمی اداروں میں محکمانہ طور پر تقسیم کروایا ہے۔ اس میں مذہبی آبادی کے تناظر میں مسلک نوربخشیہ کے ساتھ ناانصافیاں کی ہیں۔

۱۔ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کا مذہبی نام اور تشخص کو بدلنے کی سنگین غلطی کی ہے۔ اور شیعہ جعفریہ مکتب فکر کی ذیلی شاخ ظاہر کی گئی ہے۔

۲۔ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کو شیعہ اثنا عشری لکھ کر صریح غلطی کا ارتکاب ہی نہیں کیا بلکہ مذہبی معاملات میں دخل بے جا کر کے ذاتی جذبات کو تسکین دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ ضلع گانچھے میں صوفیہ نوربخشیہ کی ۹۵ فیصد آبادی کو ۸۰ فیصد ظاہر کیا ہے۔ جو ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

۴۔ بلتستان کے رقبے اور آبادی کے تناسب کو محققانہ انداز اور منصفانہ طور سے واضح نہیں کیا گیا ہے آبادی کو گھٹا کر پیش کیا گیا ہے۔

۵۔ نقشہ سکردو میں بھی نوربخشی آبادی کو صداقت بیانی سے پیش نہیں کیا گیا ہے۔ ہم اراکین صوفیہ نوربخشیہ گلگت پروفیسر مذکور کی اس کاوش پر پرزور مذمت کرتے ہیں اور ناردرن ایریاز کے نقشہ کی غیر ذمہ دارانہ تیاری پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں نیز ناردرن ایریاز کی انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

۱۔ اس نقشے کی غیر مصدقہ مواد کی تصحیح کروا کر درست شکل میں شائع کروائیں۔

۲۔ موجودہ نقشے کی کاپیوں کی تقسیم روک کر انہیں ضبط کیا جائے۔

۳۔ تقسیم شدہ کاپیوں کو بھی ضبط کر لیا جائے۔

۴۔ آئندہ ایسے مذہبی انتشار کو ہوا دینے والوں کی قانونی اور اخلاقی تادیب کر کے سختی سے روکا جائے کہ کوئی کسی مذہب کے معاملات میں دخل بے جا کا ارتکاب نہ کرے۔

سینو کے ممتاز عالم دین سید مرزا انتقال کر گئے

سینو بلتستان کے معروف عالم دین بوا مرزا مختصر علالت کے بعد ۱۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کے انتقال کی خبر سن کر مقامی لوگوں کے علاوہ تھگس، ہلدی، گوند، دم سم اور گلشن کبیر سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے آپ کی آخری رسومات میں شرکت کی۔ مرحوم کی نماز جنازہ میر واعظ ہلدی سید مہدی شاہ نے ادا کی اور سینکڑوں عقیدت مندوں نے جسد خاکی کو اشک بار آنکھوں کے ساتھ خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ سینو سے ملحقہ جگہ پر سپرد خاک کیا۔ مرحوم کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ عرصہ تک محسوس کیا جائے گا ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے صاحبزادے سید ناصر حسین اور اہل خانہ سے اس المناک موت پر دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اب مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ نوائے صوفیہ اہل تصوف کے لئے روشنی کی کرن ثابت ہو رہا ہے۔

(غلام مہدی سکساوی کراچی)

نوائے صوفیہ کا چرچا بہت سنا تھا مگر پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ پچھلے ماہ الریاض پہنچ کر پڑھنے کا موقع ملا۔ اور اندازہ ہوا کہ یہ رسالہ نوجوان نسل کی رہنمائی کے لئے روشن ستارہ ثابت ہو گا۔ اس میں شک نہیں کہ نوربخشی عوام اس رسالے کی وجہ سے خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔ اللہ پاک اسے مزید ترقی عطا کرے۔

(محمد یونس کریسی الریاض)

پچھلے تین شماروں میں انگریزی میں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ بخدا ہم فوجیوں کو اردو پڑھنے میں بھی مشکل پیش آتی ہے انگریزی سے بالکل ناآشنا ہیں۔ براہ کرم ترجمہ بھی ساتھ دیا کریں۔ (نائیک روزی آزاد کشمیر)

شمالی علاقہ جات کے عوام کے نام ایک کھلا خط

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور
وانجمن صوفیہ نوربخشیہ لاہور

ہم مسلمانان نوربخشیہ اپنے شمالی علاقہ جات کے عوام اور حکام کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ حال ہی میں گورنمنٹ ڈگری کالج گلگت کے جغرافیہ کے پروفیسر مسٹر منظوم علی نے نادرن ایریاز سے متعلق ۲ صفحات پر مشتمل ایک نقشہ مرتب کیا ہے جسے محکمہ تعلیم نے ایک سرکاری نوٹیفکیشن کے ذریعے تمام تعلیمی اداروں میں آویزاں کرانے کی ہدایت کی ہے اس طرح یہ نقشہ محکمہ تعلیم کے ضلعی افسروں کی سرپرستی میں منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔

پاکستان کے مختلف صوبوں بالخصوص نادرن ایریاز کے نوربخشی مسلمانوں کے درمیان مذکورہ نقشہ کے بے بنیاد اور من گھڑت مندرجات کی وجہ سے غم و غصہ کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اہل نوربخشیہ شدید اضطراب کی حالت میں ہیں۔ کیونکہ اس نقشہ میں پروفیسر مذکور نے مسلک نوربخشیہ سے متعلق ایسی معلومات اور اعداد و شمار دیے ہیں جو حقائق کے برعکس ہیں۔

۱۔ ضلع گنگچھے میں نوربخشیوں کی آبادی ۷۰ فیصد دکھائی گئی ہے۔ (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ضلع گنگچھے کی ۹۵ فی صد آبادی نوربخشیہ مسلک سے تعلق رکھتی ہے)

۲۔ ضلع سکردو میں نوربخشیوں کی آبادی صفر دکھائی گئی ہے۔ (یہ سراسر جھوٹ ہے سکردو خاص، سب ڈویژن کھرمنگ کے بعض مواضعات اور سب ڈویژن شگر کے بیشتر مواضعات میں ہزاروں نوربخشی آباد ہیں۔ اس طرح یہاں کم از کم ۴۰ فیصد نوربخشی آبادی ہے۔

۳۔ مسلک نوربخشیہ کے لئے شیعوں کا مذہبی نام "امامیہ اثنا عشریہ" استعمال کیا ہے (یہ حرکت انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ نوربخشیہ ایک صوفیانہ سلسلہ طریقت ہے۔ امامیہ اثنا عشریہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں)

۴۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی ملقب بہ شاہ ہمدان کے بلتستان میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں کردار کو متنازعہ قرار دیا گیا ہے۔ (جبکہ تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت شاہ ہمدان ہی بلتستان کے اولین مبلغ اسلام ہیں آپ اس علاقے میں تین بار تشریف لائے۔ آپ کی تعمیر کردہ بیسیوں خانقاہیں اور مساجد اس حقیقت کی گواہی دے رہی ہیں۔)

۵۔ حضرت میر شمس الدین عراقی بت شکن اور سید علی طوسیؒ اور سید ناصر طوسیؒ کے بطور شیعہ مبلغین بلتستان میں آمد کا ذکر ہے۔ (عراقی بت شکن سلسلہ نوربخشیہ کے پیر طریقت ہیں اور سید محمد نوربخش کے فرزند شاہ قاسم فیض بخش کے مرید اور جانشین تھے آپ ہی نے کشمیر و بلتستان میں نوربخشیہ سلسلے کو فروغ دیا تھا۔ اسی طرح سید ناصر طوسیؒ اور سید علی طوسی بھی نوربخشی بزرگان دین ہیں۔ منظوم علی کا ان کو شیعہ قرار دینا "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مترادف ہے کیونکہ شیعہ مسلک تو بلتستان میں انیسویں صدی کے اواخر میں متعارف ہوا ہے)

مذکورہ بالا تمام نکات (جیسا کہ ہر ایک کے نیچے ہم نے اصل حقائق لکھ دیے ہیں) نوربخشی مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہونے کے ساتھ ساتھ تمام تر تاریخی حقائق کے برعکس اور قانون، انصاف اور اخلاقیات کے اقدار کے سراسر منافی ہیں۔ چنانچہ ہم انہیں قطعی طور پر مسترد کرتے ہیں۔

پڑھے لکھے اور باشعور حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی نقشہ (Atlas) میں دیگر معلومات جیسے جغرافیائی ساخت، موسم اور آب و ہوا، عام آبادی، مواصلاتی ذرائع، زراعتی صورت حال وغیرہ تو ہوتے ہیں مگر مختلف اسلامی فرقوں / فقہی مکاتب فکر کے نام، ان کا تناسب آبادی اور تبلیغ و اشاعت سے متعلق معلومات (اور وہ بھی حقائق کے برعکس) نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس سے امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی کو شدید نقصان پہنچتا ہے اور تفریق بڑھتی ہے۔ کوئی بھی دانشمند اور سنجیدہ فکر والا شخص اس قسم کے نقشے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پروفیسر موصوف نے دانستہ طور پر نادرن ایریا کے نقشہ کی آڑ میں دراصل نہ صرف نوربخشی مسلمانوں کے تشخص اور مذہبی حقوق پر شدید ضرب

لگانے کی کوشش کی ہے بلکہ شیعہ مسلمانوں اور نوربخشیوں کو آپس میں لڑانے کے لئے سازش بھی کی ہے۔ انہیں اور ان کے پیچھے کارفرما قوتوں کو ناردرن ایریاز بالخصوص بلتستان کی مذہبی اخوت اور رواداری کا ماحول ایک آنکھ بھی نہیں بھاتا اور مختلف مذاہب سے متعلق حقائق توڑ مروڑ کر پیش کر کے یہاں کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا چاہتے ہیں۔ اس نقشے کے مرتب کرنے والے اور اس کی سرپرستی کرنے والے دراصل امن دشمن اور فرقہ واریت کو ہوا دے کر لادینی قوتوں کے عزائم پورے کرنے والے ہیں۔ ہمیں انتہائی افسوس اس بات پر ہے کہ ساری کارروائی محکمہ تعلیم کی زیر سرپرستی ہو رہی ہے جو ناقابل فہم ہے۔

فی الوقت ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ڈائریکٹر ایجوکیشن ناردرن ایریاز نے اس متنازعہ نقشے میں موجود مذہبی فرقوں کی ابتدائی اشاعت اور ان کی موجودہ آبادی سے متعلق من گھڑت باتوں کا سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا ہو گا یا انہیں گمراہی میں رکھ کر مذکورہ حکم نامہ جاری کرایا گیا ہو گا۔ بہرحال ڈائریکٹر ایجوکیشن نوربخشیوں کے خلاف ہونے والی اس سازش کو نادانستہ طور پر تقویت پہنچانے کا سبب بن رہے ہیں۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ اتنے اہم اور ذمہ دار عہدے پر ہوتے ہوئے وہ اس حساس نکتہ کا ادراک کرنے میں ناکام رہے حالانکہ ماضی میں بلتستان میں اپنے طویل قیام کی بناء پر وہ یہاں کے مذہبی حقائق سے بخوبی آگاہ بھی ہیں اس کے باوجود ڈائریکٹر ایجوکیشن صاحب متنازعہ ATLAS کو اپنے محکمہ کی سرپرستی میں تعلیمی اداروں میں عام کرا رہے ہیں۔ اس سے خود تعلیمی اداروں کے ماحول کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اہل نوربخشیہ اس صورت حال کو مزید جاری رہنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم اپنی آبادی حقیقی اعداد و شمار سے کم دکھانے، ہمیں شیعہ قرار دینے، ہمارے اسلاف کے علاقے میں اشاعت اسلام سے متعلق کارناموں کا انکار اور انہیں شیعہ مبلغ قرار دے کر ہمارے ملی و مذہبی تشخص کو پہنچائے جانے والے نقصان کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے اور ایسی کسی بھی حرکت کو روکنے کے لئے بھرپور مزاحمت کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

چنانچہ ہم ڈائریکٹر ایجوکیشن سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ نوربخشیوں کے خلاف ہونے والی اس سازش کا حصہ نہ بنیں اور محکمہ تعلیم کے ذیلی دفاتر اور تعلیمی اداروں کو جاری کردہ اپنا وہ حکم نامہ منسوخ کر دیں جس میں متنازعہ نقشے کو آویزاں کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

ہم امور کشمیر و شمالی علاقہ جات کے وزیر جناب افضل خان، چیف کمشنر ناردرن ایریاز اور ڈپٹی چیف ایگزیکٹو جناب پیر کرم علی شاہ اور دیگر اعلیٰ حکام سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سرکاری اداروں کی سرپرستی میں نوربخشی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی اس زیادتی کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے متنازعہ نقشے کو فی الفور ضبط کرنے کے احکامات صادر فرمائیں اور اس پوری واردات کے ذمہ دار ڈگری کالج گلگت کے پروفیسر مسٹر منظوم علی کا شمالی علاقہ جات جیسے مذہبی طور پر حساس (Vlatile) علاقے میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی پاداش میں فی الفور مواخذہ کیا جائے۔

شمالی علاقہ جات کے امن پسند عوام بھی نوربخشیوں کے مذہبی حقوق کے خلاف ہونے والی اس گھناؤنی سازش کا ادراک کرتے ہوئے ہمارے اس جائز موقف کی تائید کریں۔ ہم تمام متعلقہ حلقوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم آزادی رائے کے خلاف نہیں ہیں اور اپنے علاقے کی تاریخ، ثقافت اور جغرافیہ پر تحقیقی مواد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن نص صریح اور اظہر من الشمس حقیقت کو جھٹلانا کسی بھی طرح لائق تحسین نہیں ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ اگر قانون اور انصاف کے دائرے میں رہ کر ہمارے اس مبنی برحق مطالبے کی کہیں بھی شنوائی نہ ہوئی تو ہمیں اپنی مذہبی تشخص کی حفاظت کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کرنے سے کوئی نہ روک سکے گا۔ یہ ہمارے احتجاج کا آغاز ہے۔ ہم اپنے عوام خصوصاً نوجوانوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے حکام کی طرف سے مثبت رد عمل سامنے نہ آنے پر ہماری جدوجہد کے اگلے مراحل قدرے دشوار ہوں لہذا ہم ہر قسم کی آزمائش کے لئے تیار ہیں۔

مجلس شہود



طاہر علی کمرتگی



ظفر علی کمرتگی



الحاج محمد علی کمرتگی



حاجی بلال احمد کورو ی



حاجی فدا حسین عزیوچنگ



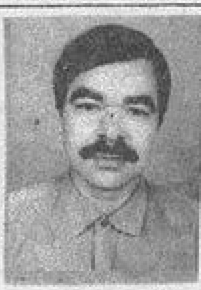
حاجی عبدالکریم کھانے



حاجی غلام علی موضع کھانے



محمد حنیف یوچنگ



حاجی غلام حیدر براہ



حاجی محمد ابراہیم خپلوی

۱ ۔ حاجی محمد علی کمرتگی : آپ علاقہ محمد کمرتگ سے تعلق رکھتے ہیں اور کراچی میں مقیم ہیں اس وقت ریاض میں اپنے اہل خاندان کے ہمراہ ملازمت میں مشغول ہیں۔ نوائے صوفیہ کے باقاعدہ خریدار ہیں۔ صوفیہ نوربخشیہ کے ایک عظیم سپاہ سالار ہیں۔

۲ ۔ حاجی طاہر علی و حاجی ظفر علی : آپ دونوں حاجی محمد علی صاحب کے فرزند ہیں اور پاکستان ایمبیسی سکول ریاض میں زیر تعلیم ہیں۔ نوائے صوفیہ کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ہیں۔

۳ ۔ حاجی فدا حسین : آپ تقریباً بارہ سال سے یہاں ملازمت کر رہے ہیں اور نوربخشیہ کے صف اول کے قائدین میں شمار ہوتے ہیں۔

۴ ۔ حاجی بلال احمد : علاقہ کورو سے تعلق رکھتے ہیں نوائے صوفیہ کے گرویدہ ہیں اور خیراتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

۵ ۔ حاجی عبدالکریم اور حاجی غلام علی : آپ دونوں بھائی ہیں۔ نوائے صوفیہ کے لئے مالی تعاون کے لحاظ سے قابل تعریف خدمات انجام دیتے ہیں۔

۶ ۔ حاجی محمد حنیف : آپ حال ہی میں ملازمت کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں ۔ نوائے صوفیہ کے قاری ہیں اور نوربخشیہ کے اعلیٰ کارکن اور اتحاد کے متوالی ہیں۔

۷ ۔ حاجی غلام حیدر : آپ کا تعلق براہ سے ہے۔ دس بارہ سالوں سے ریاض میں ملازمت کر رہے ہیں۔ نہایت ہی مخلص اور اچھے کارکنوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۹ ۔ حاجی محمد ابراہیم : آپ کا تعلق خپلو خاص سے ہے اور ریاض میں زیر ملازمت ہیں۔ نوائے صوفیہ کے شیدائی ہیں اور چندہ دہندگان میں سرفہرست ہیں۔



ہومیو ڈاکٹر ایم ۔ اے ۔ شاہد

" نوائے صوفیہ " کا اکتوبر کا شمارہ ملا ۔ شکریہ ۔
اسلام آباد میں قراقرم ، ہندوکش اور ہمالہ پر بین الاقوامی مجلس مناظرہ پر آپ کی حقیقت افروز رپورٹ پڑھی۔

احقر سے متعلق اور حقائق کے علاوہ یہ لکھا گیا ہے کہ میں نے انگریزی میں پانچ کتابیں لکھی ہیں ۔ میں نے انگریزی میں نہیں ، اردو میں پانچ کتابیں لکھی ہیں۔ البتہ انگریزی میں میرے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ انگریزی کے ایک ہفت روزہ پرچے سے وابستہ رہا بطور کالم نویس ہر ہفتہ ثقافتی خبریں اور مضامین لکھتا رہا ہوں۔ اس حقیقت کو واضح کرنا میں اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتا ہوں۔

ادارہ نوائے صوفیہ کی طرف سے مجھے کتابوں کا جو سیٹ پیش کیا گیا۔ میں اس کے لئے بہت شکرگزار ہوں۔ انشاء اللہ میں اس کا استعمال ٹھیک طرح سے کروں گا لداخ میں سنی ، شیعہ اور نوربخشی مسالک کے مسلمانان بستے ہیں میں مسلمانان لداخ پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔ مذکورہ کتب مجھے نوربخشی مسلموں کے فلسفہ کو سمجھنے میں مددگار ہوں گی۔

میں نے لیہ میں کئی نوربخشی دوستوں کو نوائے صوفیہ کے پرچے دکھائے ۔ انہیں بڑی خوشی ہوئی۔

میں لداخ کے نوربخشی مسلمانوں سے متعلق مناسب موقع پر مضمون بھیجوں گا۔ فی الحال کچھ مواد ملے ہیں مساجد کے فوٹو سے متعلق کئی لوگوں سے بات کی ہے ۔ ترتوک ، تخشی اور تھانگ لیہ سے دور پڑتے ہیں۔ سرما میں شاذونادر گاڑیاں جاتی ہیں کیونکہ کئی دفعہ خردونگ درہ بند ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں شاید سردیوں میں جا نہ سکوں گا۔

(عبدالغنی شیخ
فورٹ روڈ ، لیہ
لداخ (بھارت)

نوائے صوفیہ کی سالگرہ کی پروقار تقریب میں شامل نہ ہو سکا۔ کیونکہ بروقت اطلاع نہ ملی ۔ جس کا بہت افسوس ہے۔ کامیاب اشاعت پر تہہ دل سے مبارک باد قبول فرما دیں۔ حسن کارکردگی ایوارڈ میں شامل کرنے کا بہت شکریہ ۔

(غلام علی سریکی اسلام آباد)

پچھلے ماہ مبلغ ۔/۱۲۰ روپے ارسال کئے تھے مگر رسالہ نہ ملا ۔ براہ کرم میرا نام بھی مستقل خریداروں کی لسٹ میں شامل کریں اور رسالہ ارسال کریں۔ شکریہ

(صوبیدار غلام رسول بہاولپور کینٹ)

نوائے صوفیہ کے پچھلے شماروں میں انگریزی میں مضامین چھپ رہے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ دیتے ۔ مختلف تنظیموں کی خبروں کے بجائے معیاری مضامین شائع کریں۔

(شیر علی ریاض)

نوائے صوفیہ میں انڈیا کے خریداروں کے ایڈریس پڑھ کر بے حد خوشی حاصل ہوئی ۔ میں ان سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں ۔(جواب: آپ اسی ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔)

(غلام علی جوہر کراچی)

یونہی پھلا پھولا رہے ۔ سوئے منزل رواں دواں رہے۔ پہلی دفعہ بزم تصوف میں شرکت کر رہا ہوں۔ نوائے صوفیہ انتہائی سبق آموز ہے خصوصاً مجموعہ شریعت محمدیہ اس جریدے کو چار چاند لگاتا ہے۔ میں مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں دنیائے تصوف کی خبریں انمول ذخیرہ انمول ہیں۔ جن سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(غلام محمد بسمل وغلام مہدی، کراچی)

باقی صفحہ نمبر ۳۶

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

چہاردہ کلمات قدسیہ صوفیہ

سلسلہ نوربخشیہ مشرب ہمدانیہ

بندہ ---------------------- خدا

ذریت ---------------------- آدم

ملت ---------------------- ابراہیم

امت ---------------------- محمد

دین ---------------------- اسلام

کتاب ---------------------- قرآن

کعبہ ---------------------- قبلہ

متابعت ---------------------- سنت

محب ---------------------- علی

سلسلہ ---------------------- ذہب

مذہب ---------------------- صوفیہ

مشرب ---------------------- ہمدانیہ

روش ---------------------- نوربخشیہ

مرید ---------------------- مرشد

اللھم صل علی محمد وآل محمد